لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

مسلمانوں کے زوال وادبار کے حقیقی اسباب

اس وقت مسلمانوں میں زوال وادبار کی جو کھلی ہوئی علامتیں اور بے برکتی، نحوست، فضیحت ورسوائی، بدنامی وجگ ہنسائی کے جو قوی اسباب پائے جاتے ہیں، ان میں تعلقات کی کشیدگی، قطع رحمی اور اس سے آگے بڑھ کر نا چاقی، عداوت، ایک دوسرے کی عزت کے درپے ہونا، اس کو خاک میں ملانے کی کوشش کرنا، اور اس کے نتیجہ میں مقدمہ بازی، مال اور وقت کی بربادی اور نہ ختم ہونے والی پریشانیاں ہیں۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں خاندان ہیں جن میں زمین وجائداد کے سلسلہ میں اور کبھی بعض افسوسناک واقعات کے نتیجہ میں سخت درجہ کی ناچاقی وکشیدگی دیکھنے میں آتی ہے، خاندان دو حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ ملنا جلنا سلام کلام بھی موقوف ہوجاتا ہے بعض اوقات صرف غمی کے موقعے برسوں بچھڑے ہوئے ملتے ہیں اور بعض اوقات اس کی بھی توفیق نہیں ہوتی، سالہا سال تک اور نسل درنسل اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور دل ودماغ کی بہترین صلاحیتیں اور توانائیاں دوسروں (اور وہ غیر نہیں خونی اور رشتہ کے بھائیوں) کو نیچا دکھانے اور ان کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجوادینے میں صرف ہوتی ہے۔ کسی بھائی کی بکی اور ناکامی پر ایسی خوشی منائی جاتی ہے، جیسے کبھی (دورِ اقبال میں) کسی قلعہ کی فتح اور کسی نئی سلطنت کے حصول پر منائی جاتی تھی۔ جو لوگ اس پستی سے کچھ بلند ہیں اور اتنے گئے گذرے نہیں اور ان کو کچھ دینی تعلیم یا نیک صحبت حاصل ہے اور وہ اچھے دین دار بھی نظر آتے ہیں، وہ بھی صلہ رحمی کے مفہوم سے ناآشنا، اس کے فضائل سے بے خبر، قرآن وحدیث میں اس کا جو درجہ ہے اس سے یکسر غافل اور اس دولت بے بہا اور سنت جلیلہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب اور عزیز تھی، اور جس کا رنگ سیرت نبویؐ میں بہت نمایاں اور غالب ہے بالکل محروم ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

از: اصلاح ص ۳

۲۵ جولائی ۲۰۰۱ء | سالانہ ۱۳۰ روپے | فی شمارہ ۶ روپے

Regd. No.LW/NP/63
Fax No. 0522-787310
788976
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No.: 17

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-

ایک بار خدمت کا موقع دیں
روزآنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ
آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے
فینسی چشموں کا

ایک خاص مقام
چشمہ گھر
مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ
آپٹیشن ایچ. رحمن
60082

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینار مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

زوزامین
فساد خون اور جلدی امراض کا شربت
• خونی فساد، پھوڑے پھنسی، خارش
• اور جلدی امراض کا کامیاب سیرپ
• جذام کے لئے
نہایت جلد اثر کرنے والا

HASANI PHARMACY
117/41 Gwynne Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS
MAU CITY
مئو کا بنا
نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک ☆ کونٹیکٹ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزن لینس
فینسی پاور ودھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ حسن (علیگ)
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: Shamsul Haq Nadwi

ان مہلک گناہوں سے بچنے کی فکر کیجئے

● حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

عام طور پر لوگ چھ قسم کے مہلک گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور وہ ان سے بچنے کی فکر بھی نہیں کرتے ہیں ان میں سے ایک غیبت ہے،

١۔ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جو اس طرح دبے لفظوں میں زبان پر آجاتی ہے کہ آدمی کو بعض اوقات معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ غیبت کر رہا ہے۔ غیبت سے طرح طرح کے دنیاوی و آخروی مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان سے بچنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سنے، نہ اچھا نہ برا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے وغیرہ۔

٢۔ دوسرا گناہ ظلم ہے، ظلم خواہ مالی ہو یا جانی، یا زبانی ہو مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہونچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔

٣۔ تیسرا گناہ تکبر ہے یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا، ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں، اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں بغض و حسد و غضب وغیرہ۔

٤۔ چوتھا گناہ ان میں سے غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیوں کہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی، جو کام نہ کرنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا۔ جد غصہ اترنے کے بعد جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے

٥۔ پانچواں گناہ ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا، تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ کرنا۔ اس تعلق سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں۔

٦۔ چھٹا گناہ طعام (وہ کھانا جس کا حلال ہونا معلوم نہ ہو) مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے، پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا۔ اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔

یہ وہ گناہ ہیں جن سے اکثر معاصی (گناہ) پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک سہل ہو جائے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جائیں گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور و رحیم ہیں، میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک وہ غفور و رحیم ہیں، قہار و منتقم بھی تو ہیں، سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت ہوگی ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے، علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور و رحیم اس شخص کے لئے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور و رحیم ہے جنھوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر انھوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اپنے اعمال درست کر لئے اور جو بلا توبہ مر جائے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت (سزا) ہے اور فضل (رحم) کا کوئی روکنے والا نہیں مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی جلدی کیا ہے آگے چل کر توبہ کر لیں گے۔ اس شخص سے یہ کہنا چاہیئے کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے، ممکن ہے کہ شب کو سوتے وقت سوتے رہ جاؤ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو، یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتے ہیں۔

لہٰذا لوگوں کو ہر وقت گناہوں سے بچنے، کثرت سے توبہ کرنے، اور اپنے مالک حقیقی کو راضی کرنے والے عمل کرتے رہنا چاہیئے۔

> اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
> اک بار گنہ ہو جاتا ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

بجانب ایڈیٹر تعمیر حیات
مولانا شمس الحق صاحب ندوی مدظلہ

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ٣٨ | ٢٥ جولائی سنہ ٢٠٠١ء .... مطابق .... ٣ جمادی الاول ١٤٢٢ھ | شمارہ نمبر ١٨

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---- ١٣٠/= روپے
فی شمارہ ---------- ٦/= روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
و امریکی ممالک ...... ٣٠ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ١٥ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ 130/= روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں
منیجر

گذارش
خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔
(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ٩٣ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (٢٢٦٠٠٧) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزنگ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اس شمارے میں

۱	ان مہلک گناہوں سے بچنے کی فکر کیجیے۔	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۲
۲	اسلام ساری دنیا کی ترقی کا خواہشمند ہے (اداریہ)	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
۳	یہ وقت تو اسلام کے خلاف نئی نئی سازشوں کے مقابلہ کا ہے نہ کہ...؟	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۸
۴	انسانی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا حکم	حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ	۱۱
۵	حمد باری تعالیٰ	دلاور حسین یقین فیض آبادی	۱۲
۶	مکررات القرآن یعنی قرآن مجید میں مکرر آیتیں کیوں ہیں؟	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۱۳
۷	مظلوم عورت کو اسلام نے کیا عزت بخشی؟	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری	۱۶
۸	فرانسیسی مبلغہ کا انٹرنیٹ کے ذریعہ قبول اسلام	علی صالح (رباط)	۱۹
۹	لبیک اللھم لبیک	شمس الحق ندوی	۲۲
۱۰	یورپ میں آئندہ تیس سالوں کے عرصہ میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔	محمد وثیق ندوی	۲۴
۱۱	مسلمان اپنی زندگی اسلامی شریعت کے مطابق گزاریں	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۶
۱۲	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۸
۱۳	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۹
۱۴	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr.TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Mr.M.AKRAM NADWI Sb.
O.C.I.S.St Cross College.
Oxford Ox1 3TU-U.K

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address:
nadwa@sancharnet.in

اداریہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اسلام ساری دنیا کی ترقی کا خواہشمند ہے

مسلمانوں کی تاریخ عظیم رہی ہے، انھوں نے جو عظمت حاصل کی وہ محض عظمت ہی نہیں تھی، اس کا راز یہ تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی اور سچی زندگی گذارنے کے عادی تھے۔

کائنات کا سارا نظام اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے، اور اس کے سامنے چل رہا ہے، اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ اسلام کے فیضان کو وجود میں لانے کے لئے ضرورت تھی کہ اس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو، لہٰذا جس وقت اسلام آیا ہے اس وقت ایک طرف رومی حکومت تھی جس کی ایک تہذیب، تمدن اور معیار تھا۔ دوسری طرف ساسانی حکومت تھی۔ دونوں کے پاس علم، تمدن، تہذیب، عسکری طاقت اور انتظامی صلاحیت سبھی کچھ تھی، علم و ادب میں طاق تھے، طاقتور بھی تھے، اور ساری دنیا میں ان کا دبدبہ بھی تھا۔ وہ روس اور امریکہ کی طرح سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور طاقتور قومیں تھیں۔ ان کے درمیان میں عرب تھے جو بالکل ان پڑھ تھے، علم سے جو قابلیت اور صلاحیت پیدا ہوتی ہے اس سے ناواقف تھے، ہاں ایک نئے دین اور ایک نئے پیغام کو پہونچانے کے لئے جو فطری صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ ان میں تھیں، انقلاب انھوں نے قبول کیا، ان کی ساری ترقی اسلام کے سائے میں ہوئی۔

اسلام کا پیغام پہونچانے اور اس کی ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے عربوں نے علم سیکھا، اور ڈیڑھ دو سو برس کے اندر دنیا میں سب سے زیادہ علم عربوں کو حاصل ہو گیا۔ ان کو سائنس کے علوم کی جو واقفیت اور صلاحیت حاصل ہوئی اس کی بدولت وہ دنیا میں منفرد ہو گئے، علم سے ایسا آراستہ ہو گئے کہ دنیا کی ساری قومیں ان سے نیچے ہو گئیں، اور ان سے پیچھے ہو گئیں۔

سات سو سال تک مسلمانوں نے بغیر کسی حریف کے علمی زندگی گزاری ہے، چاہے وہ سائنسی میدان میں ہو یا دوسرے علوم میں جو ان کی زندگی سے تعلق رکھتے تھے، اس میں انھوں نے کمال پیدا کیا۔ آج بھی میڈیکل اور دیگر سائنس کے بہت سے شعبوں کا علم مسلمانوں کا رہین منت ہے، اس طرح پانچ سو سال تک عرب علمی زندگی میں منفرد اور قائد رہے۔

لیکن زوال اس طرح شروع ہوا کہ انھوں (مسلمانوں) نے علم پر توجہ دینا چھوڑ دیا اور سمجھ بیٹھے کہ جو عزت انھیں حاصل

ہے وہ ہمیشہ رہے گی، جب کہ دوسری قوموں نے ترقی کرنا شروع کیا۔

پورے عالم میں مسلمانوں کو ہر طرف سے نشانہ بنایا جارہا ہے، مختلف طریقوں سے ان کی شبیہ کو مسخ کرنے کی کوشش ہورہی ہے، خاص طور سے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرکے اور لٹریچر کے ذریعے مسلمانوں کی شبیہ کو مسخ، ان کی اچھی باتوں کو بری باتیں، اور نیکی کو بدی قرار دیا جارہا ہے۔ انہیں تخریب پسند کہا جارہا ہے، اور یہ تأثر دیا جارہا ہے کہ اگر ان کو چھوٹ ملے گی تو دنیا اور انسانیت کو تباہ کردیں گے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ساری دنیا کی ترقی کا خواہشمند ہے، تباہ کرنا تو دور کی بات ہے، اسلام ترقی دینے اور سنوارنے کے لئے آیا ہے۔ جب تک دنیا کی قیادت، طاقت، سطوت اور علم مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا انہوں نے دنیا کو مالا مال کردیا۔

مسلمان بہت سے ملکوں میں پہنچے، جہاں لوگ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے تھے، جنہیں تہذیب اور انسانیت سے روشناس کرایا، آدمی بننے کا سلیقہ سکھایا، لیکن آج یہ سمجھا جارہا ہے کہ مسلمان بدسلیقہ ہیں، گندے ہیں، جاہل ہیں، بری حرکتوں میں مبتلا ہیں، ایسے دلائل اور ایسی شہادتیں ان کے خلاف دی جارہی ہیں جو قابل تحقیق ہیں۔

الحمد للہ مسلمانوں میں شعور بیدار ہوچکا ہے، وہ زندہ رہنے، باقی رہنے اور اپنی عظمت کو حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان زندہ ہیں اور زندگی کے سبب رواں دواں ہیں، جو راستے پر چلیں گے وہ منزل پر پہونچ جائیں، ہر جگہ مسلمانوں کا شعور بیدار ہوچکا ہے، جو اصحاب شعور اور جذبے کے مالک ہیں وہ ماضی کی عزت اور عظمت کے لئے کوشش کررہے ہیں۔

اخبارات اٹھا کر دیکھئے تو انسان کا سینہ چوڑا ہوتا ہے، محنتوں اور صلاحیتوں کے واقعات سامنے آرہے ہیں، نتیجہ کب نکلے گا یہ مستقبل کی بات ہے۔

حوصلہ انقلاب لاتا ہے، ایک عیسائی حکمراں کی بات جس سے حضور ﷺ کی توہین ہوئی تھی، صلاح الدین ایوبی کے دل کو لگ گئی، سمجھداری اور حکمت سے کام لیا، دنیا بدل گئی اور بیت المقدس مسلمانوں کو واپس مل گیا، اس دور میں جو خبریں مل رہی ہیں کچھ مشکل نہیں کہ مستقبل شاندار ہو اور عظمت واپس آئے۔ ضرورت ہوشیاری اور سمجھداری کی ہے۔

بڑی طاقتیں جن کے ہاتھ میں دنیا کی باگ ڈور ہے ایسے انتظام کررہی ہیں کہ مسلمان آگے نہ بڑھ سکیں۔

مسلمان اب تک علم میں پیچھے ہیں، تعلیم کا فیصد مسلمانوں میں بہت گرا ہوا ہے، مسلمانوں کا علم سے بہت گہرا تعلق ہے، مگر انہوں نے اس تعلق کو ختم کردیا، مسلمانوں کو گرانے اور غلط فہمی پیدا کرنے اور غلط انسان بناکر پیش کرنے میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔

ملک سیکولر ہے، حکومت مسلمانوں اور اسلام کی سرپرستی نہیں کررہی ہے، ہم نہ تو مطالبہ کرسکتے ہیں، نہ توقع کرنی چاہئے، نہ ان کو امت کے مسائل میں مدد کرنی ہے، اور نہ وہ کریں گے، خاص طور سے تعلیم کے مسئلہ میں۔

تعلیم آدمی کو آدمی بناتی ہے، اس سے صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں، ملک کی طرف سے جو تعلیم دی جارہی ہے وہ ہم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے والی تعلیم ہے، ضرورت ہے کہ نئی نسلوں کو ایسی تعلیم دلوائیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرسکیں۔

حکومت جو تعلیم دیگی وہ سیکولر ہوگی، یا دوسرے کسی مذہب کی تعلیم ہوگی، تھوڑی بہت کوشش کرکے کم سے کم ایسی بنیادی تعلیم تو دیدی جائے کہ دین تو باقی رہے، اللہ، رسول (ﷺ) کو تو پہچانتے رہیں، نئی نسل جانے گی نہیں تو کیسے سیکھے گی، تعلیم کی فکر کرنی چاہئے۔ جب تک ہم اس کی فکر نہیں کریں گے ترقی نہیں کرسکتے۔ تعلیم یافتہ تو ہوجائیں گے لیکن مسلمان نہیں رہیں گے، مسلمان مسلمان نہیں رہے گا تو امت ہی ختم ہوجائے گی، اس وقت میڈیا پر یہودیوں کا قبضہ ہے، اقتصادیات پر یہودیوں کا قبضہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی لڑکے علم کے پیچھے پاگل ہورہے ہیں۔

ہم اردو زبان کو سنبھال نہیں سکتے، جو نسلیں فکر کرتی ہیں وہ طاقتور ہوتی ہیں، جو کوتاہی ہے وہ ہماری کوتاہی ہے، اردو تعلیم کی خاص طور سے فکر کرنی ہے تاکہ ہمارے متعلق درست رائے قائم ہو، اسلام کی طرف سے عورتوں کی تعلیم کی بہت اہمیت بتائی گئی ہے۔

ذرائع ابلاغ اور لٹریچر کی بڑی اہمیت اور ضرورت ہے، اس میں مسلمانوں نے بڑی غفلت کی ہے۔

ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کو کمتر اور ذلیل کرکے پیش کیا، مسلمانوں کے عقائد اور افکار پر اٹیک کیا گیا ہے، مثال کے طور پر ایک مصنف نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب بہت اچھے انداز میں لکھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ آپ نے جو کچھ کیا ایک اچھے لیڈر کی طرح عربوں کی معاشرتی حالت درست کرنے کے لئے کیا، اور جو آپ کی عظمت کے واقعات ہیں وہ ایک بہترین لیڈر کی حیثیت سے آپ کی کوشش کی وجہ سے ہیں، اس طرح وہ نبوت کی خصوصیت ختم کرنا چاہتا ہے، پڑھنے والا گمراہ ہوگا اور سمجھے گا کہ آپ کی تعریف ہورہی ہے، جبکہ آپ نبی تھے جو اللہ کا مقرر کردہ ہوتا ہے، جبکہ لیڈر کو افراد بناتے ہیں، اس طرح اسلام کی شبیہ کو بگاڑا جارہا ہے۔

ہندوستان کے اخبارات میں مسلمانوں کی شرافت، عزت اور عظمت نیز جو مسلمانوں کی اچھی چیزیں ہیں ان کو دبا کر رکھا جاتا ہے، جو نقائص ہیں ان کو اچھالا جاتا ہے۔

کلکتہ میں مسلمانوں کا جلسہ ہوا جس میں سات لاکھ افراد اکٹھا ہوئے، ایک انگریزی اخبار میں خبر آئی کہ چند سو مسلمان جمع ہوئے، یہ طریقہ بہت سمجھداری سے اختیار کیا جارہا ہے۔

ذرائع ابلاغ سے ہمارے متعلق لوگ صحیح بات نہیں سمجھ سکتے، اقتصادیات اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ذہنوں کو بدل دیا گیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان جیب میں چاقو رکھتا ہے، اور مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دوسروں کو ذبح کرتا ہے۔

ہمارے پاس ذرائع ابلاغ نہیں، ہم وہ لٹریچر نہیں پیدا کرپارہے ہیں جس سے دوسروں کو سمجھا سکیں، اور اسلام کی خوبیوں کو سامنے لاسکیں، پڑوسیوں اور غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں ہیں، ان کو سن کر حیرت ہوتی ہے، ذرائع ابلاغ کے ذریعے غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں۔

مسلمان اپنے کو اللہ کی مرضی کے تابع بنائیں، فرشتوں نے اللہ سے کہا کہ ہم اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نہ کہتے تھے کہ ہم اپنا خلیفہ بنائیں گے اور اسے علم و شعور عطاء کریں گے"۔ اس لئے نائب کی حیثیت سے ہم دنیا میں اس طرح زندگی گزاریں جیسی اللہ چاہتا ہے، جو اصل انتظام والی ہستی چاہتی ہے، نائب اسی کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔

اللہ انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے، ان کی فلاح اور ترقی چاہتا ہے، لیکن اس کے بتائے ہوئے طریقے اختیار کرنے کے بعد۔ مسلمانوں نے جب اس بات کو سمجھا اور اختیار کیا تو علم سے فائدہ اٹھایا، اور بام عروج پر پہونچ گئے، اللہ چاہے گا تو مسلمان پھر ابھریگا۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک اس کو خود اپنی حالت بدلنے کی فکر نہ ہو، لوگوں میں شعور بیدار ہورہا ہے، وہ کوشاں ہیں ملت کے لئے۔ دین کے لئے، مسلمانوں کے وقار کے لئے، دینداری امت کو اب تک زندہ رکھے ہوئے ہے۔ پروردگار ہم سے ناراض نہ ہو، اس کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(بقیہ)
مسلمان اپنی زندگی شریعت کے ......

حسنی ندوی (صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی) کی موجودگی میں، رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک کی تشکیل ہوئی۔ اور اراکین و عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ عہدیداران: مولانا مفتی اشرف علی باقوی (صدر) جناب سید علی حفیظ (نائب صدر) مولانا سید مصطفیٰ رفاعی ندوی (جنرل سکریٹری) جناب منیر احمد جامی جناب محمد تفضل حسین اسلم (سکریٹری)

اراکین: مولانا ریاض الرحمن رشادی مولانا محمد شعیب اللہ مفتاحی، جناب ضیاء میر، جناب فیاض قریشی، ڈاکٹر عبد الاحد، ڈاکٹر سبغۃ اللہ، جناب الف احمد برق، مولانا ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی (میسور) جناب مسعود سراج (میسور) مولانا عبد الغفور باقوی (کولار) جناب سید نجم الحسن ادیب (کولار) جناب سید عبد الولی (کولار) جناب عارف متین (ٹمکور) جناب سید منیر احمد (ٹمکور) مولانا خالد ندوی جناب ساجد حمید (شیموگہ) جناب خمار قریشی (گلبرگہ) جناب عبد الرؤف خوشتر (چکمگلور) جناب عبد القادر عارف (منڈیا)

اس نشست میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے تمل ناڈو اور آندھرا پردیش کے بعض شہروں کو بھی "شاخ کرناٹک" میں شامل کرنے کا فیصلہ فرمایا، اس فیصلہ کے تحت وہاں سے حسب ذیل اراکین و عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ تمل ناڈو سے حضرت مولانا ابو البیان حماد عمری (نائب صدر) مولانا بشیر الحق لطیفی ویلور۔ آندھرا پردیش سے مولانا ظہیر احمد راہی فدائی باقوی کڈپہ (نائب صدر) مولانا سید احمد شہ میری رشادی کڈپہ۔

اس نشست میں حسب ذیل فیصلے کئے گئے۔ (۱) شاخ کرناٹک کے لئے جلد سے جلد مزید ارکان کا انتخاب (۲) ہر سال کسی موضوع پر ایک روزہ سمینار کا انعقاد (۳) ہر تین ماہ بعد ریاستی کسی ضلعی شہر میں ایک ادبی نشست۔ اس تیسرے فیصلے کے تحت ۱۱ر اگست ۲۰۰۱ء کو شہر ٹمکور میں "آزادی ہند میں اردو ادب کا حصہ" کے عنوان پر ادبی نشست طے کی گئی۔ حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی نے اختتامی دعا سے پہلے اردو ادب کو حقیقی و فطری اور تعمیری رخ دینے کی ضرورت و اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی۔

یہ وقت تو اسلام کے خلاف نئی نئی سازشوں کے مقابلہ کا ہے نہ کہ ....؟

● حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بے موقع اور ناوقت مہم

راقم سطور فضل الٰہی سے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جو صدیوں سے توحید کے عقیدۂ خالص، کامل اتباعِ سنّت اور ائمّہ سلف سے پوری عقیدت، ان کے اعتراف واحترام کا صدیوں سے خوگر چلا آرہا ہے اور کتاب و سنّت پر عمل کو اصل دین سمجھتا ہے اس کے زمانۂ شعور میں بعض ایسے علماء اور افراد خاندان بھی رہے ہیں جو براہِ راست حدیث پر عمل کرتے تھے اور ان کو خاندان میں اعتراض اور طعن وتشنیع کا ہدف نہیں بنایا جاتا تھا، بلکہ ان کے علم وصلاح کی وجہ سے ان کا پورا احترام کیا جاتا تھا۔ خود راقم کے عربی زبان وادب کے باکمال وتبحر عرب استاذ[1] (جن کی نظیر تحقیق واتقان اور حسن تعلیم میں خود ممالک عربیہ میں ملنی مشکل تھی) استقلالاً عامل بالحدیث تھے پھر اس کے بعد راقم کو معاصر اہل حدیث علماء وشیوخ سے احترام وعقیدت کا تعلق بھی رہا ہے اس نے ان کی کتابوں اور شروحِ حدیث سے ایامِ تدریس حدیث میں فائدہ بھی اٹھایا۔ اور خاص طور پر محدث جلیل علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی "شرح "سنن ترمذی" کے علم وتحقیق کا معترف ہے اور اس نے زمانۂ تدریس حدیث میں ان کی فاضلانہ شرح سے فائدہ اٹھایا اور اس کو ان سے حدیث کی سند کے حصول کا شرف بھی حاصل ہے۔

لیکن ادھر کچھ دنوں سے (خاص طور پر ہندوستان میں) مذاہبِ اربعہ (جن میں اپنی اکثریت اور اشاعت کی وجہ سے مذہب حنفی ہی خاص طور پر نشانہ ہے) اور تقلید ائمہ کے خلاف ایک طاقتور اور عمومی مہم جاری ہے، جو ان مذاہب اور تقلید ائمہ کو بدعت اور تعلیمات اسلام کے خلاف بتاتی ہے، یہ مہم کچھ عرصہ سے اتنی تیز ہوگئی ہے کہ گویا وہ ایک بڑی "ضلالت" اور "بدعت" کے خلاف محاذ آرائی ہے اور اس وقت وہ دین صحیح کی طرف دعوت کے مرادف ہے چند دنوں سے مصنّف کے پاس ہندوستان کے مختلف اطراف ونواح سے خطوط آئے کہ یہ مہم بہت تیز ہوگئی ہے اور اس سے خود مسلمانوں میں (جو دینی اور تہذیبی بنیاد پر سازشوں، حملوں اور کردارکشی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں) ایک انتشار اور خانہ جنگی کی سی نوبت آرہی ہے۔

جنوبی ہند، گجرات اور کئی ریاستوں، اضلاع اور قصبوں سے ایسے خطوط آئے، فاضل گرامی مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاج پوری نے بھی اس کی طرف توجہ دلائی، خود تقلید ائمہ اور مذاہب اربعہ کے جواز وصحت پر انھوں نے اردو میں ایک مفصل کتاب لکھی، جس کا ایک عالم سے عربی میں ترجمہ کروایا اور راقم سے اس پر مقدمہ لکھوایا۔ ان شکایتی واحتجاجی خطوط کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

راقم نے مناسب سمجھا کہ وہ اس مہم کے خلاف کوئی مخالفانہ ومقابلانہ مہم شروع کرنے کے بجائے (جس سے مسلمانوں میں مزید انتشار پیدا ہونے کا خوف ہے) حضرات علمائے حدیث کو ایک داعیانہ، مخلصانہ اور برادرانہ خط لکھے جس میں ان کو اس "جہاد فی غیر جہاد ونضال فی غیر عدو" سے اجتناب کرنے کی دعوت اور مخلصانہ مشورہ دے اور وقت کی نزاکت اور معنوی نسل کشی کی جو مہم اس وقت ملک میں چل رہی ہے اس سے آگاہ کرے اور یہ مشورہ دے کہ یہ وقت توجہ اور توانائی حقیقی دشمن اور سنگین خطرہ کا مقابلہ کرنے پر صرف کرنے کا ہے[1] اس کے لئے اس نے (احتیاطاً) عربی ہی میں ایک مراسلہ ترتیب دیا[2] اور دس ممتاز و

---

[1] ان سے مراد شیخ خلیل بن محمد بن حسین الانصاری الیمانی اور علامہ تقی الدین الہلالی المراکشی ہیں۔

[1] خود رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اپنی مجلس "المجمع العلمی الاسلامی" کے ایک اجلاس میں جو ۲۴ر صفر ۱۴۰۸ھ مطابق (۱۷ر اکتوبر ۱۹۸۷ء) میں منعقد ہوئی تھی۔ اس مسئلہ اور ضرورت پر روشنی ڈالی۔ اور بالاتفاق یہ طے کیا کہ معتبر اور معمول بہ مذاہب فقہی اور تقلید ائمہ اربعہ کے خلاف مہم چلا کر عالم اسلام میں انتشار نہ پیدا کیا جائے (ملاحظہ ہو القرار التاسع بشان موضوع الخلاف الفقهي بين المذاهب والتعصب المذهبي من بعض اتباعها)

[2] اس کو عربی میں اس لئے پیش کیا گیا کہ وہ مکتوب الیہم علماء ہی کے دائرہ میں محدود رہے اور اس سے کوئی سیاسی یا جماعتی فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

نامور سلفی علماء کی خدمت میں بھیجا۔

اس مراسلے کے جواب میں سعودی عرب کے سب سے نامور عالم ودینی شخصیت علامہ شیخ عبد العزیز بن باز صدر ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء وسکریٹری ہیئۃ کبار العلماء کا گرامی نامہ آیا جس میں انھوں نے لکھا کہ میں آپ کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ البحوث العلمیۃ والافتاء کی مستقل کمیٹی کی طرف سے ۱۷ر شوال ۱۴۰۴ھ میں اور المجمع الفقہی رابطۂ عالم اسلامی کی جانب سے ۲۴ر صفر ۱۴۰۸ھ میں یہ فتاویٰ صادر ہوا کہ ائمہ مذاہب اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، (رحمہم اللہ) فضلائے اہل علم متبعین رسول اور احکام شرعیہ میں اجتہاد واستنباط کے اہل ہیں ان کا مقلد کافر نہیں اس لئے کہ اگر انسان احکام شرعیہ کی براہِ راست معرفت نہیں رکھتا۔ اور وہ مذاہب اربعہ میں سے کسی کا پیرو ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

پھر اس مراسلہ میں ائمہ اربعہ کی واضح الفاظ میں تعریف واعتراف کیا گیا ہے اور ان کی خدمات ومناقب بیان کئے گئے ہیں[1]۔

اس کے علاوہ اور بھی موقر اور ذمہ داروں اور مرکزوں کی طرف سے اسی مضمون کے جوابات ہیں[2]

یہاں اس پورے مکتوب کا (جو عربی میں لکھا گیا تھا) ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے کہ شاید وہ اب بھی چشم کشا اور کم سے کم غور طلب بن جائے[3]۔

---

[1] اس مراسلہ پر علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز اور متعدد علماء ومفتیوں کے دستخط ہیں۔

[2] یہ جوابات اور مراسلات مصنف کتاب کے پاس محفوظ ہیں۔

[3] اس عربی مکتوب کا ترجمہ عزیز گرامی مولوی نذر الحفیظ ندوی ازہری استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء کے قلم سے ہے۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں انسان نے غلطی، لغزش اور گمراہی وکج روی سے بچنے کے لئے ایسے اصحاب اختصاص اور ماہرین فن سے رجوع کرنا ضروری سمجھا ہے جو اپنے فن اور موضوع میں خصوصی مہارت اور اس میں تفوق وامتیاز اور مجتہدانہ صلاحیتوں کے حامل ہوں، علوم وفنون و بحث وتحقیق کی قدیم وجدید تاریخ اس طرح کی بکثرت مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔

اس سے بھی زیادہ روشن، تابناک اور بدیہی حقیقت یہ ہے کہ دین پر عمل کرنے، نت نئے پیش آنے والے مسائل کے بارے میں شریعت کے احکام معلوم کرنے کے لئے ایسے اصحاب اختصاص اور ماہرین فن سے رجوع کیا جائے جو اپنے فن پر نہ صرف کامل دست گاہ رکھتے ہوں بلکہ ان کی تحقیقات ومعلومات میں گہرائی کے ساتھ گیرائی اور وسعت وتبحر علمی بھی ہو۔ اس کے ساتھ وہ لوگوں کو دینی مسائل واحکام بتانے میں اجر وثواب کے حریص اور ایمان واحتساب کی روح سے سرشار ہوں، دیانت کے ساتھ اپنے فرائض اور علمی امانت کو دوسروں تک پہونچانے میں انھیں اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دہی کا غیر معمولی شعور اور حساب وکتاب کا خوف ہو، اسی بناء پر اسلامی تاریخ کے اوّلین دور، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عہد میں فقہی احکام ومسائل معلوم کرنے کے لئے ایسے حضرات سے رجوع کرنا عام بات تھی جو علوم دینیہ میں رسوخ وتبحر رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ انفرادی واجتماعی مسائل ومشکلات کے حل کرنے میں شریعت کے احکام بتانے اور قرآن وسنّت کے مطابق مسلمانوں کی رہنمائی کو وہ حضرات باعث اجر وثواب اور تقرب الٰہی کا ذریعہ تصور کرتے اور اس امانت کی ادائیگی کو اپنے اوپر ایسی ذمہ داری سمجھتے تھے جس کے بارے میں قیامت کے دن وہ جواب دہ ہوں گے۔

اسلامی تاریخ کے اوّلین دور میں کسی خاص اور متعین فقہی مکتب فکر یا کسی مخصوص مسلک پر عمل پیرا افراد سے علمی وفقہی معاملات میں رجوع کرنا ضروری نہیں تھا، اور نہ اس کا التزام اور کوئی پابندی تھی، بلکہ سائل کسی شخص سے بھی دینی وفقہی احکام ومسائل معلوم کرلیتا تھا۔ اس لئے کہ اس دور کی یہی خصوصیت تھی یعنی ایمان واحتساب کی روح عام طور پر موجود تھی اور صحیح بات معلوم کرنے اور حق تک رسائی کا جذبہ اس عہد کے تمام لوگوں میں پایا جاتا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ علمی ماحول عام تھا اور ہر جگہ بحث وتحقیق کے حلقے قائم تھے۔

پھر وہ دور آیا جب حالات کے تقاضوں کی رعایت اور محنت ووقت بچانے کی خاطر حق وصواب کی جستجو اور تلاش کے لئے لوگ ایسے فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع کرنے لگے جو اس کی بہترین نمائندگی وترجمانی کرے اور جس کے علم وتحقیق، امانت ودیانت اور تقویٰ پر اعتماد واعتبار کیا جاسکے، چنانچہ کسی خاص فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع کرنا ایک عام اور قابل تقلید طریقہ بن گیا جو پسندیدہ بھی تھا اور سہل الحصول بھی، اس علمی رجوع میں نہ تو کوئی برائی تھی اور نہ رجوع کرنے والے کو شرک وبدعت کا مرتکب اور اجماع امت کا مخالف قرار دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے عالم اسلام میں چار فقہی مکاتب فکر میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرنا عام بات ہوگئی، اس رجوع نے نہ تو لوگوں کے اندر غلط ردّ عمل پیدا کیا اور نہ اس طرز عمل کو کسی بدعت یا گمراہی کا نام دیا گیا اس لئے کہ اصحاب اختصاص سے شرعی معاملات میں رجوع اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر

عمل درآمد میں بنیادی شرط یہ تھی کہ وہ مسائل و تحقیقات کتاب و سنت کے مطابق ہوں کہ یہی دونوں سرچشمۂ ہدایت ہیں[ل]۔

دینی و شرعی احکام معلوم کرنے میں کسی خاص فقہی مکتب فکر کی طرف رجوع اور اس کے ائمہ مجتہدین کے اجتہاد اور فقہی بصیرت پر اعتماد و اعتبار کرنے کی (جو کتاب و سنت سے مسائل کا استنباط کرتے اور انھیں دونوں سرچشموں سے کسب فیض کرتے ہیں) ضرورت تو اس دور میں اور بھی بڑھ گئی ہے کہ یہ زمانہ خاص طور سے فکری انارکی، ذہنی انتشار، ذہنی کشمکش، فتنوں اور جدید چیلنجوں کا ہے، ہر قسم کے اخلاقی قید و بند سے گلوخلاصی و آزادی حاصل کرنے، نفس کی خواہشات و ترغیبات اور معاشرہ و زمانہ کے ساتھ دینے کا دور ہے۔ اس کا پورا مشاہدہ ان ملکوں اور معاشروں میں ہو رہا ہے، جہاں شرعی حدود و قیود اور دینی و اخلاقی قدروں سے بے قید آزادی کی زندگی پائی جاتی ہے۔

رنج و افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے نازک پُرخطر چیلنجوں اور آزمائشوں کے دور میں برصغیر ہندوستان جیسے ملک میں ائمہ اربعہ کے فقہی مکاتب فکر کے خلاف زبردست یورش کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس میں خاص طور سے احناف کو نشانہ بنایا جا رہا ہے جن کی اس ملک میں اکثریت ہے اس طرح کی یورش کا نہ تو یہ وقت ہے اور نہ ہندوستان اس کی مناسب جگہ ہے۔ اس طرح کی سرگرمیوں سے بجز اختلافات میں اضافہ اور ذہنی انتشار کے کچھ حاصل نہیں جب کہ ہندوستانی مسلمانوں کو اس وقت شدید ضرورت اتحاد و اتفاق کی ہے، اس لئے کہ انھیں بت پرستانہ مشرکانہ اور لادینی طاقتوں اور مغرب کی ملحدانہ تہذیب و ثقافت کے چیلنج کا سامنا ہے۔ احناف کے خلاف جد و جہد اور جنگ شروع کرنے کے بجائے اس کی شدید ضرورت ہے کہ مشرکانہ عقائد و اعمال کے خلاف پوری توجہ اور پوری طاقت لگا دی جائے کہ ہم ہندوستانی مسلمان جس ماحول میں رہتے ہیں وہ مرکز اسلام سے دور ہونے کی بنا پر شرک و بت پرستی کا قدیم زمانہ سے مرکز رہا ہے۔ اس ملک کی زبان و ثقافت بھی اسلامی زبان و ثقافت سے قطعی مختلف ہے، ہندوستانی مسلمان اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کے مشرکانہ عقائد و اعمال، بدعات و خرافات جاہلی رسم و رواج اور شادی و غمی اور "پرسنل لاء" میں ان سے متاثر ہیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت پر ساری توجہ اور توانائی صرف کر دی جائے کہ مسلمانوں کے اس ملک میں بقاء و تحفظ کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ کس حد تک اپنے عقائد تہذیب، ثقافت، دینی غیرت و حمیت اور اسلامی تشخص و امتیاز کو باقی رکھ سکتے ہیں، یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ملک میں تہذیبی و ثقافتی ارتداد کے آثار و قرائن ظاہر ہو چکے ہیں، (ہم دینی ارتداد کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کر رہے ہیں کہ یہ لفظ دل و دماغ اور سماعت پر گراں ہے اور اس کے اندر بڑی شناخت ہے)

اس ملک کے لئے سب سے زیادہ بہتر منہج اور اصول حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا ہے جس کے آثار و تابندہ نقوش اب بھی باقی ہیں، ان کے باکمال فرزندوں نے جن میں سے ہر ایک نابغۂ روزگار اور مجتہدانہ فقہی و علمی بصیرت کا حامل تھا۔ ان کا مشن جاری رکھا، پھر اس علمی خانوادہ کے تربیت یافتہ اور خوشہ چیں شاگرد رشید امام المسلمین سید احمد بن عرفان شہیدؒ۔ (ش ۱۲۴۶ھ) جیسے داعی و مجاہد ہیں، جن کے دست مبارک پر ہر قسم کے شرک بدعات خرافات اور جاہلی عادات و اطوار سے توبہ و بیعت کرنے والوں کی تعداد تیس لاکھ[۳۰۰۰۰۰۰] ہے اس توبہ و بیعت کے بعد ان لوگوں کے اندر ہر قسم کے شرک و بدعت اور جاہلانہ رسوم و رواج سے سخت نفرت و کراہیت پیدا ہو گئی۔ اس کے ساتھ دینی غیرت و حمیت میں بھی نمایاں اور ممتاز تھے۔ جن غیر مسلموں نے سید صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان کی تعداد چالیس ہزار[۴۰۰۰۰] سے کچھ زیادہ ہی بتائی جاتی ہے۔ یہی حال ان کے جانشین اور قوت بازو، مجاہد کبیر مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ (ش ۱۲۴۶ھ) صاحب "تقویۃ الایمان" کا تھا، جن کی کتاب توحید خالص کے بیان اور شرک و بدعات کی تردید میں سب سے طاقتور اور مؤثر کتاب شمار کی جاتی ہے اور جسے پڑھ کر ایک بڑے سعودی عالم نے کہا تھا کہ یہ کتاب توحید کی "منجنیق" ہے[ل]

ل تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب "عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید"

ل وہ مشین جو پتھر پھینکتی ہے اور سنگسار کرتی ہے

دُعائے مغفرت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے شاگرد جناب عبدالحفیظ قدوائی ندوی کا ۲۵؍جون ۲۰۰۱ء کو علی نگر رائے بریلی میں اور ڈاکٹر محمد اصطفےٰ خاں کی اہلیہ کا راجہ فتحپور رائے بریلی میں ۲۸؍جون ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا۔ قارئین کرام سے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

انسانی حقوق و فرائض کی ادائیگی کا حکم

حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

دنیا کا سارا کارخانہ انسانی حقوق و فرائض کی تعیین اور ان کے تحفظ پر قائم ہے، یعنی ایک معاشرہ میں انسانوں کے کیا حقوق اور اُن کے متعلق ان کے کیا فرائض ہیں، اور وہ ان کی ادائیگی کے کہاں تک مکلف ہیں، ان میں سے بعض تو اصولی حقوق اور ان کے متعلق کلی احکام ہیں اور ان کا تعلق پورے معاشرہ کی فلاح سے ہے، اگر ان کو عمل میں نہ لایا جائے تو معاشرہ کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ مثلاً عدل و انصاف کا قیام، ظلم و جور کا انسداد، انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت، دوسرے افراد کے حقوق کا خیال مثلاً دولتمندوں پر غریبوں کے اور غریبوں پر دولتمندوں کے، باپ پر بیٹے کے بیٹے پر باپ کے، بیوی پر شوہر کے، شوہر پر بیوی کے، اسی طریقے اور رشتہ داروں کے دوسرے رشتہ داروں پر، اور بڑوں پر چھوٹوں کے اور چھوٹوں پر بڑوں کے، وقس علیٰ ہذا پھر مختلف طبقوں کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں اُن کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک قانونی جن کی ادائیگی پر قانون مجبور کرتا ہے، دوسرے اخلاقی جن کی ادائیگی پر قانون مجبور نہیں کرتا، لیکن اُن کی ادائیگی انسانی شرافت کا تقاضا ہے۔ ذیل کی سطور میں اس کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے۔

عدل و انصاف کا قیام

ان میں سب سے مقدم عدل و انصاف ہے، کہ اسی پر معاشرہ بلکہ دنیا کا سارا کارخانہ قائم ہے اگر عدل و انصاف ختم ہو جائے تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور وہ جہنم کا نمونہ بن جائے اس لئے دنیاوی قانون کا منشاء بھی عدل و انصاف کا قیام ہے۔ اسلام نے جس تفصیل سے عدل کے تمام پہلوؤں کو واضح کیا ہے، اُس کی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں مل سکتی۔ اسلامی عقیدہ کی رو سے سب سے بڑا عادل خود اللہ تعالیٰ ہے، چنانچہ عدل اُس کے اسمائے حسنیٰ میں ہے، وہ اپنے عدل ہی سے کارخانۂ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ (آل عمران۔ ۲)

اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عدل و انصاف کے ساتھ کارخانۂ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے۔

انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا مقصد بھی عدل و انصاف کا قیام ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (حدید۔ ۲)

تحقیق، ہم نے پیغمبروں کو کھلے کھلے معجزے دیکر بھیجا اور ہم نے ان کی معرفت کتابیں اتاریں اور ترازو کو رواج دیا۔ تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

کلام مجید کے نزول کا مقصد بھی عدل و انصاف کا قیام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا (نساء۔ ۱۶)

ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تم پر اتاری تاکہ جیسا تم کو خدا نے سمجھایا ہے، اس کے مطابق لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو اور دغا بازوں کے حامی نہ بنو،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (نساء۔ ۲۰)

مسلمانو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے گواہ بنو، اگرچہ یہ گواہی تمہاری ذات یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے، اگر ان میں کوئی مالدار یا محتاج ہے تو اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، تو تم انصاف کرنے میں اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو، کہ حق سے انحراف کرنے لگو۔ اور اگر دبی زبان سے گواہی دوگے، یا گواہی سے پہلو تہی کروگے، تو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے واقف ہے۔

ان آیات میں مقدمات اور گواہی میں انصاف کے خلاف جتنے پہلو نکل سکتے تھے سب کی جڑ کاٹ دی۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا (نساء ۵۸)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ اور جب لوگوں کے جھگڑے فیصل کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ تم کو جو نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے۔ اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

(بقیہ)
مکررات القرآن

ہیں، مہلہل کے مذکورہ بالا قصیدہ کے دو شعر سند میں پیش ہیں۔

قربا مربط المشقر منی
لیت شعري وذاك الغم حال

شہر (گھوڑے کا نام) اصطبل میرے قریب لاؤ،
کاش میں جانتا اور یہ بہتر حالت ہے

قربا مربط المشھر منی
من یکون الغداة رھن العوالی

شہر کا اصطبل میرے قریب لاؤ،
کہ کل کون نیزوں کی نذر ہوگا۔

دیکھو ان دو شعروں میں پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے تعلق نہیں، اور تیسرے مصرع کو چوتھے مصرع سے تعلق ہے، بلکہ دوسرے مصرع کو چوتھے مصرع سے تعلق ہے، مگر پھر بھی مکرر مصرع کو مہلہل نے ان دونوں شعروں میں دہرا دیا ہے قرآن مجید میں بھی اس موقع پر گو دوزخ و جہنم کے ذکر کو فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ سے تعلق نہیں، بلکہ اس کے ماقبل اور مابعد سے تعلق ہے مگر پھر بھی اس کو دہرا دیا گیا ہے۔ تاکہ سلسلۂ تکرار ٹوٹنے نہ پائے۔

علوم قرآن دراصل ایک بحر ناپیدا کنار ہے اس قسم کے نکتے صرف اس دریا کے چند حباب ہیں۔

(الندوہ، جنوری ۱۹۰۹ء)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

(بقیہ)
مظلوم عورت کو اسلام نے کیا عزت بخشی

اس حدیث میں اہل و عیال پر سلام کو ارکان خمسہ کے ضمن میں لایا گیا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک زن و شوہر کے تعلقات کی استواری کا کیا درجہ ہے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

حمد باری تعالیٰ

● دلاور حسین یقین فیض آبادی

تیرا جلوہ عیاں اور تو نہاں ہر خشک و تر میں ہے
مگر کیا کیجئے!!! کوتاہ بینی جو نظر میں ہے

تو ہی شمس و قمر میں اور تو ہی بحر و بر میں ہے
تو ہی قلب و جگر میں اور تو ہی چشم و تر میں ہے

تری قدرت نمایاں ہے چمن میں، پھول میں، بو میں
تو ہی خوش لحن بلبل کی نوا، شاخ و شجر میں ہے

مقید ہو نہیں سکتا مکانوں میں، زمانوں میں
ترا جلوہ حرم میں دہر میں شام و سحر میں ہے

ترا ثانی ہو کیوں کوئی، مماثل ہو تو کیسے ہو؟
دمِ عیسیٰ، یدِ بیضاء میں تو شق القمر میں ہے

تو ہی توفیق دیتا ہے عبادت کی اطاعت کی
دعاء کے لفظ میں بھی تو، تو ہی آہ و اثر میں ہے

ترے چشم عنایت کا بہت مشکور ہوں مالک
محبت صرف تیری جاگزیں قلب و جگر میں ہے

یقین آئے نہ کیوں مجھ کو وجود لازوالی کا
تو ہی ہر فکر میں، ہر شعر میں، ذوق و ہنر میں ہے

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مکررات القرآن

(دوسری و آخری قسط)

یعنی

قرآن مجید میں مکرر آیتیں کیوں ہیں؟

لفظی تکرار قرآن مجید میں لفظی تکرار بھی بہت ہے ایک ایک آیت ایک ہی سورۃ میں بیسیوں مرتبہ آتی ہے، ایک ہی آیت میں ایک ایک لفظ یکے بعد دیگرے دُہرا دیا جاتا ہے،

ہم پہلے الفاظ کی تکرار کو بیان کرتے ہیں اس قسم کی تکرار ہر زبان میں موجود ہے اور اس کو اصطلاح نحو میں تاکید کہتے ہیں، ہم ہمیشہ بولتے ہیں دیکھو دیکھو، نہیں نہیں، زید زید، اس دوسرے لفظ سے مقصود صرف کلام پر زور ڈالنا ہوتا ہے قرآن مجید کی جن آیتوں میں اس قسم کی تکرار ہے وہ محض تاکید کے لئے ہے، اس تکرار کی چند مثالیں یہ ہیں۔

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (قیامہ)

ہلاکت ہو تمہارے لئے ہلاکت، پھر ہلاکت ہو تمہارے لئے پھر ہلاکت۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (تکاثر)

ہرگز نہیں، تم عنقریب جان لوگے، پھر ہرگز نہیں، تم عنقریب جان لوگے۔

عربی اشعار میں بھی اس قسم کی تکرار کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں، خنسا کہتی ہے،

اردت لنفسی بعض الامور
فاولیٰ لنفسی اولیٰ بھا

میں نے اپنے لئے بعض چیزوں کا ارادہ کیا
تو ہلاکت ہو میرے نفس کے لئے ہلاکت

قراء نے اس قسم کی، تاکید کی مثالیں بہت سی پیش کی ہیں جن کو ہم غرر درر سے نقل کرتے ہیں

کائن وکم عندی لھم من صنیعة
ایادی ثنوھا علیّ واوجبوا

ان لوگوں کے کتنے اور کتنے احسان ہم پر ہیں،
ایسے احسانات جن کو دوبارہ انھوں نے کئے۔

دیکھو اس مصرع میں الفاظ کی کتنی تکرار ہے،

کم نعمة کانت لکم کم کم وکم

کتنے تمہارے احسانات ہیں کتنے کتنے اور کتنے،

ایک عربی شاعر کہتا ہے ؎

نعق الغراب ببین لبنی غدوة
کم کم وکم بفراق لبنی تنعق

کوے نے صبح کو لبنی کے فراق کی آواز دی
اے کوا تو لبنی کے فراق کی کتنی کتنی اور کتنی آواز دے گا،

حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے تاکیدی الفاظ کی تکرار عربی زبان میں کثرت سے ہے، اور قرآن مجید میں بھی یہ اسلوب جا بجا استعمال کیا گیا ہے۔

اب صرف ایک بات بیان کرنی رہ گئی، قرآن مجید کی ایک ہی سورۃ میں ایک ایک آیت کی تکرار بار بار کی جاتی ہے، سورۂ رحمٰن میں فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ[1] ۳۱ مرتبہ ایک ایک آیت کے بعد آیا ہے، سورۂ مرسلات میں وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ[2] ایک دو آیت کے بعد گیارہ مرتبہ آیا ہے، سورۂ قمر میں بھی اسی قسم کی تکرار ہے۔

اس کا جواب مختلف پہلوؤں سے دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ قرآن مجید میں ہر جگہ موثر اسلوب اختیار کیا گیا ہے، جب ہمارا مقصود یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو ہر طرح سے متاثر کردیں، تو ایک ایک جملے کو بار بار کہتے ہیں، اور مخاطب پر اس کا اثر پڑتا ہے مثلاً ایک شخص پر تم نے کثرت سے احسانات کئے، وہ اپنے طرزِ عمل سے ان احسانات کا انکار کرتا ہے تو تم اس کو اس طرح سمجھاتے ہو، تم ہمارے کن کن احسانات کا انکار کروگے۔ کیا ہم نے تم پر یہ احسان نہیں کیا کہ تم کو رہنے کو گھر دیا، کیا یہ احسان نہیں، کہ تم کو روپے دیدیئے، یا احسان نہیں کہ تم کو بڑھایا،

قرآن مجید میں فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ کی تکرار بھی اسی قسم کی ہے دیکھو۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ، فَبِاَیِّ آلَاۤءِ رَبِّکُمَا

---

[1] خدا کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ [2] اس دن (انبیاء کی) تکذیب کرنے والوں پر افسوس ہے۔

تُکَذِّبَانِ فِیْہِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِہَۃٍ زَوْجٰنِ، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (رحمٰن)

جو اپنے خدا سے ڈرا اس کو دو جنتیں ملیں گی۔ تم اپنے خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔ ان جنتوں میں ہری شاخیں ہوں گی، تم اپنے خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔ ان میں دو نہریں بھی جاری ہوں گی۔ تم اپنے خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔ ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہوگا۔ تم اپنے خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔

دوسری جگہ خدا قیامت اور عذاب کا حال بیان فرماتا ہے، اور اُس وقت منکرین کی افسوسناک حالت سے عبرت دلاتا ہے۔

کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ۔ ھٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ وَلَا یُؤْذَنُ لَھُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ۔ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ۔ ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰکُمْ وَالْاَوَّلِیْنَ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کَیْدٌ فَکِیْدُوْنِ، وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ، (مرسلات۔ ١)

دوزخ کے شعلے زرد اونٹوں کی طرح ہوں گے، اس دن جھٹلانے والوں پر افسوس ہے یہ وہ دن ہے جس میں وہ نہ بول سکیں گے۔ اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ عذر کریں۔ اس دن جھٹلانے والوں پر افسوس ہے، یہ فیصلہ کا دن ہے، تم کو اور تمہارے اسلاف کو جمع کر دیا ہے۔ اگر تم کوئی تدبیر کر سکتے ہو تو مجھ سے کرو اس دن جھٹلانے والوں پر افسوس ہے،

تم دیکھتے ہو کہ یہ طرز تکرار کس قدر مؤثر ہے،

٢ــ مولانا آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ عربی کے قصائد اور غزلوں میں ردیف نہیں ہوتی اور نہ عرب میں دیگر اصناف سخن مخمس وغیرہ مستعمل ہیں جن میں ایک مصرع بار بار آتا ہے، قرآن مجید نے عرب کے لٹریچر پر چونکہ بہت سے اصناف سخن کا اضافہ کیا ہے اسی لئے سورۂ رحمٰن وغیرہ میں جو ایک ہی آیت بار بار آتی ہے اس کو گویا غزل مردف سمجھنا چاہیئے، جس میں ایک ہی لفظ ہر شعر کے آخر میں آتا ہے۔

٣ــ شریف مرتضیٰ نے تکرار آیات کا بہت اچھا جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ عرب کے اصناف سخن میں ایک قسم یہ بھی ہے کہ قصیدہ میں ایک ہی مصرع کو بار بار کہنا، قرآن مجید گو نثر ہے لیکن اس میں چونکہ عرب کے تمام اصناف کلام موجود ہیں، اس لئے بعض سورتوں میں صنف تکرار بھی اختیار کی گئی ہے۔ اس صنف کی مثالیں شعرائے عرب کے یہاں بہت ملتی ہیں، شریف مرتضیٰ نے چند مثالیں دی ہیں، ہم اور بھی بہت سی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

مہلہل بن ربیعہ ایک مشہور جاہلی شاعر ہے، وہ کلیب کے مرثیہ میں لکھتا ہے۔

الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا خاف المغار من المغیر
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا طرد الیتیم من الجزور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا ماضیم جیران المجیر
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا رجف العضاۃ من الدبور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا خرجت مخباۃ الخدور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا ما اعلنت نجوی الامور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا ضاقت رحیبات الصدور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا ما خار جار المستجیر
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا طالت مقاسات الامور
الا ان لیس عدلاً من کلیب
اذا ھبت ریاح الزمھریر

اسی طرح سے بیس مرتبہ ایک ہی قصیدہ میں ایک مصرع کو دہراتا گیا ہے،

دوسری جگہ مہلہل کہتا ہے ؎

ذھب الصلح او تردوا کلیبا
وتحلوا علی الحکومۃ حلا
ذھب الصلح او تردوا کلیبا
او تذوقوا السیوف وردا ونھلا

اسی قصیدہ میں چھ مرتبہ یہی مصرع بار بار آیا ہے، مہلہل کہتا ہے ؎

علی ان لیس یوفی من کلیب
اذا قودوا الیک فلا تقاد
علی ان لیس یوفی من کلیب
لاعطاء الطرائف والتلاد

اس قصیدہ میں سترہ[١] مرتبہ ایک ہی مصرع کی مہلہل نے تکرار کی ہے، حارث بن عبادہ جاہلی اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہتا ہے ؎

قربا مربط النعامۃ منی
لقحت حرب وائل عن حیال
قربا مربط النعامۃ منی
لیس دون اللقاء من اعتلال

حارث نے اس مرثیہ میں ایک ہی مصرع کو چالیس[٢] بار دہرایا ہے۔ مہلہل اس مرثیہ کے جواب میں کہتا ہے۔

قربا مربط المشھر منی
کل شقرا واشقی ذی بال
قربا مربط المشھر منی
لکلیب اشاب منی قذالی

اس قصیدہ میں بھی ایک مصرع چالیس[٣] دفعہ دہرایا گیا ہے۔ لیلیٰ اخیلیہ جو امیر معاویہؓ کے زمانہ کی ایک مشہور شاعرہ عورت ہے توبہ کے مرثیہ میں کہتی ہے۔

لنعم الفتی یا توب کنت اذا التقت
صدور العوالی واستشال الاسافل
ولنعم الفتی یا توب کنت ولم تکن
لتسبق یوما کنت فیہ تجادل

اس مرثیہ میں لیلیٰ دو چار مصرعوں کو لیکر پورے قصیدہ میں ان کو دہراتی گئی ہے، عمرہ بنت نعمان اپنے شوہر کے مرثیہ میں کہتی ہے ؎

وحدثنی اصحابہ ان مالکا
اقام ونادی صحبہ برحیل
وحدثنی اصحابہ ان مالکا
ضروب بنصل السیف غیر نکول[٤]

پھر بار بار اسی مصرع کو دہراتی چلی گئی ہے،

اس قسم کی لفظی اور معنوی تکرار صرف قرآن مجید ہی میں نہیں ہے بلکہ توراۃ میں بھی موجود ہے، حضرت موسیٰؑ کا قصہ توراۃ میں مختلف نتائج کے لئے بیسیوں جگہ آیا ہے، لفظی تکرار بھی کثرت سے ہے، ایک مقام پر ہے۔

تم میری سنتوں کی محافظت کرو، اور میرے تقدس سے ڈرو، میں خداوند ہوں اور تم بھان متی اور جادوگروں پر التفات نہ کرو۔ اور ان کے طالب نہ ہو، کہ ان کے سبب سے ناپاک ہو جاؤگے، میں[٥] خداوند تمہارا خدا ہوں۔ تو اس کے لئے جس کا سر سپید ہو اٹھ کھڑا ہو۔ اور بوڑھے مرد کو عزت دے، اور اپنے خدا سے ڈر، میں خداوند ہوں، اگر کوئی مسافر تیری زمین پر تیرے ساتھ سکونت کرے تو اس کو مت ستا، بلکہ مسافر کو جو تمہارے ساتھ رہتا ہے ایسا جان جیسے وہ تم میں پیدا ہوا ہے، اور ایسا پیار کرو جیسا آپ کو کرتا ہے اس لئے کہ تم مصر کی زمین پر پردیسی تھے، میں خداوند تمہارا خداوند ہوں، تم انصاف کرنے میں پیمائش کرنے میں، تولنے میں ناپنے میں، بے انصافی نہ کرو چاہیئے کہ تمہاری ترازو پورے پیمانے پوری دس سیریاں ہوں میں خداوند تمہارا خداوند ہوں[٦] جو تم کو زمین مصر سے نکال لایا سو تم میری ساری شریعتوں اور ساری عدالتوں کی حفاظت کرو اور ان پر عمل کرو میں خداوند ہوں۔"

(احبار باب ۔ ١٩)

آخر میں ایک بات کہنی اور باقی رہ گئی، دشمنان اسلام کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سورۂ رحمٰن میں بعض جگہ "فبای الاء ربکما تکذبان" کی تکرار بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے، مثلاً

یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَۃً کَالدِّھَانِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِہٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِھَا الْمُجْرِمُوْنَ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (رحمٰن۔ ٢)

تم پر آگ کے بھڑکتے ہوئے تانبے کا شعلہ بھیجا جائیگا اور تم اپنے کو نہ روک سکوگے، تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے، جب آسمان پھٹ جائے گا تو سرخ مثل تیل کے ہو جائے گا، تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے، اُس دن کسی انسان اور جن کا گناہ نہ پوچھا جائے گا، تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے گنہگار اپنی علامت سے پہچان لئے جائیں گے، تو سر کے بال اور پاؤں پکڑ کر (ڈالے جائیں گے) تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے، یہی وہ جہنم ہے گنہگار انکار کرتے تھے، اس آگ اور گرم پانی کے درمیان طواف کرو، تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے۔

ظاہر ہے کہ ان آیتوں میں جہنم و دوزخ کے حالات بیان کئے گئے ہیں یہ عذاب ہے، نعمت نہیں، اس لئے اس کے بعد یہ کہنا کہ تم خدا کی کن کن نعمتوں کا انکار کروگے، ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے:

جمہور مفسرین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جہنم و دوزخ گو خود نعمت نہیں ہیں، لیکن جہنم و دوزخ کے حالات بیان کر کے انسان کو عبرت دلانا ایک نعمت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ جواب کس قدر تاویل بارد ہے، ہمارے نزدیک اس کا اصلی جواب یہ ہے، کہ جہنم و دوزخ گو خاص خاص گنہگار افراد انسان کے لئے نعمت نہیں ہے لیکن عام نوع انسان کے لئے خدا کا دوزخ کو پیدا کرنا بھی ایک عظیم الشان نعمت ہے، جس کے خوف سے مجرم انسان صالح ہو جاتا ہے،

اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ اس سورہ میں قرآن مجید نے جس صنف کلام کا استعمال کیا ہے، اس میں یہ بھی اجازت ہے، کہ گو اس مکرر مصرع کو جو ہر شعر میں آتا ہے، دوسرے مصرع سے تعلق نہ ہو (بلکہ پہلے مصرعوں سے تعلق ہوتا ہے) مگر پھر بھی اس کو دہرا دیتے

(باقی صـ ١٣ پر)

ا؎ یہ تمام مذکورۂ بالا اشعار حرب بکر و تغلب میں ہیں

٦؎ میں خداوند تمہارا خدا ہوں، اس فقرہ کی تکرار احبار باب ١٨ ۔ ١٩ میں بہت جگہ ہے میں نے صرف آخری حصہ لیا ہے۔ ۵؎ ایضاً۔

مظلوم عورت کو اسلام نے کیا عزت بخشی

● مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

یورپ جس کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ وہاں تہذیب تمدن کی صبحِ نو نمودار ہوئی۔ اور آج بھی تہذیب ثقافت کا اسے مرکز سمجھا جاتا ہے۔ وہاں عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ عین اس وقت جب اسلام نے عورت کو نوع انسانی کا نصف حصہ قرار دیکر مرد کے برابر حقوق عطا کئے تو یورپ میں ایک مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ عورت آیا بے روح کی جسم ہے یا اس میں روح ہے؟ بہت بحث و تحقیق کے بعد یہ تجویز پاس ہوئی کہ عورت عذاب جہنم سے نجات پانے والی روح سے خالی ہے سوائے حضرت مریمؑ کی ماں کے!

پھر یورپی اقوام جب عیسائیت میں داخل ہونا شروع ہوئیں اور مذہبی اثر ان میں پیدا ہوا تو سنہ ۵۸٦ء میں ایک عظیم کانفرنس اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے منعقد ہوئی کہ عورت کو انسان شمار کیا جائے یا غیر انسان؟ کانفرنس نے بہت فیاضی سے کام لے کر اس قدر تسلیم کیا کہ عورت انسان ہے، لیکن اس کو پیدا کئے جانے کی غرض صرف یہ ہے کہ مرد کی خدمت کرے۔

اسی طرح مسیحیت کے اولین پادریوں اور پیشواؤں کا نظریہ عورت کے حق میں یہ تھا کہ عورت گناہوں اور برائیوں کا سرچشمہ ہے فسق و فجور کی جڑ ہے اور مرد کے لئے جہنم کا دروازہ ہے، اسی کی وجہ سے تمام انسانی مصیبتوں کے چشمے پھوٹے ہیں، یہ انتہائی گندی مخلوق ہے وغیرہ؛

یہودیوں کے یہاں نکاح درحقیقت عورت کو خریدنے کا ہم معنیٰ تھا۔ اور اس کی قیمت عورت کے باپ کو ملتی تھی۔

عرب جو اسلام کا سرچشمہ تھا وہاں یہ حالت تھی کہ لڑکیاں زندہ دفن کردی جاتی تھیں، عورت کو کوئی حصہ وراثت میں نہیں ملتا تھا۔ باپ مرتا تھا تو اس کی بیویاں بیٹے کو وراثت میں ملتی تھیں۔

ہندوؤں کے یہاں عورت نکاح کے بعد خاوند کی غلام ہوجاتی تھی، اس کو کسی قسم کا آزادانہ معاملہ و معاہدہ کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ شوہر کے مرجانے کے بعد خود بھی جیتے جی آگ میں شوہر کے ساتھ جل مرجانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ بیٹی، ماں، بیوی کو بجز حق پرورش، میراث کا کوئی حصہ نہیں ملتا تھا ہندوستان میں عین تہذیب و تمدن کے وقت بھی کثرت سے دختر کشی کی رسم جاری تھی۔

الغرض اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد ہر دور میں دنیا کی تمام قومیں اور مذہبی طبقے، عورت کو اپنے جاہلانہ نظریئے اور ظالمانہ سلوک کا ہدف بنا کر عورت کی شخصیت اور اس کے حقوق کو برابر پامال کرتے رہے ہیں۔ متمدن قوموں نے نوعِ انسانی کے اس نصف حصہ کے متعلق مختلف پہلو بدلے اور حقوق کے سلسلے میں سیکڑوں قوانین بنائے لیکن ان سب کے باوجود اس صنف نے اپنے مرتبہ و حقوق کی داد اگر پائی تو اسلام ہی سے پائی۔

آج بظاہر تہذیب کے اجالے میں عورت کی قیمت و عزت بہت اونچی نظر آرہی ہے اس کا مقام مردوں کے مقابلے میں کافی بلند دکھائی دیتا ہے اس کے حقوق کی فہرست اس قدر طویل ہوتی جارہی ہے کہ کسی منزل پر ٹھہرنے کا نام ہی نہیں لیتی، لیکن اس روشن تہذیب کا پس منظر پہلی جاہلی تہذیب سے کہیں زیادہ تاریک ہے، پہلے عورت کا دائرہ عمل گھر کی چہار دیواری تھی، اس کی خوراک، پوشاک اور تمام ضروریات کا کفیل مرد تھا، بچوں کی نشو و نما اور تربیت میں عورت کی ممتا اور اس کی رحمت و شفقت کارفرما تھی اب تہذیب نو کے علمبرداروں نے عورت کے حقوق کا مطالبہ کرتے کرتے اس کو گھر کی چہار دیواری سے نکال کر میدان عمل میں ڈال دیا۔ اس کی خوراک وغیرہ کی ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل کرلیا۔ بچوں کو ماں کی رحمت و شفقت سے محروم کردیا۔

آج کی تہذیب و معاشرت میں عورت کی بلند ترین حیثیت اور خوشنما مقام یہ ہے کہ وہ مردوں کی کمائی و آمدنی کا وسیلہ ہے ان کی نگاہ غلط انداز کا مرکز اور خواہشات و شہوات کی تسکین کے لئے بیگار کے طور پر استعمال کئے جانے کا سامان ہے، کارخانوں، دوکانوں، دفتروں، رقص گاہوں، ہوٹلوں اور فلموں کو فروغ

دینے کا دلکش ٹائیٹل اور خوبصورت سین ہے یہ حقوق نسواں کے متعلق ماضی کی تفریط اور موجودہ دور کے افراط کا حال ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کا اُتار چڑھاؤ کبھی بھی معاشرت میں اصلاح و سدھار نہیں پیدا کرسکتا بلکہ اس قابل بھی نہیں کہ ان پر تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی جاسکے، یہ عجیب بات ہے کہ تہذیب کے دعویدار تفریط حق کو ظلم و خیانت کہتے ہیں اور افراط حق کو تہذیب و تمدن کا احسان قرار دیتے ہیں، حالانکہ حقوق میں تفریط و افراط دونوں ہی خیانت ہیں؛

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا کئے ہیں وہ تفریط و افراط دونوں سے پاک ہونے کے ساتھ اعتدال، سنجیدگی اور نکتہ سنجی کے آئینہ دار اور "حق بحق دار رسید" کے مصداق ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے عطا کردہ جملہ حقوق چودہ صدیاں گذرنے کے باوجود وہ اب تک بعینہ محفوظ اور باقی ہیں جبکہ اس طویل عرصہ میں دنیا کی مختلف قوموں اور مذہبوں نے عورت کو سیکڑوں انقلابات اور اُتار چڑھاؤ کا تختہ مشق بنایا (آداب زواج ص ۸۸-۸۹)

اسلام کا عورت پر عظیم احسان ہے کہ سب سے پہلے اس نے بتایا کہ عورت کی حیثیت کیا ہے، اور مرد کے ساتھ اس کا فطری تعلق کس قسم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً

اللہ نے تمہاری ذاتوں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کیا تاکہ ان سے سکون پاؤ اور تمہارے درمیان محبت و پیار ڈالا؛ (روم)

بیوی کے شوہر پر حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ)

جس طرح دستور کے مطابق مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اسی طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

المقسطون یوم القیامۃ علی منابر من نور علی یمین الرحمٰن وکلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمھم واھلیھم وما ولوا (مسلم)

جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہونگے اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ یہ انصاف والے وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں اور اہل و عیال اور ماتحتوں کے معاملے میں انصاف کرتے ہیں۔

بیوی کے حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف

عورتوں کی خوراک و پوشاک دستور کے مطابق مردوں پر لازم ہے (حدیث)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے حقوق کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے:

الا و حقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن (ترمذی)

سنو! مردوں پر عورتوں کا حق یہ ہے کہ ان کے نان و نفقہ اور پوشاک کا اچھی طرح خیال کریں۔

ایک سائل کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال رجل من الصحابۃ یا رسول اللہ ماحق درجۃ احدنا علیھا؟ قال ان تطعمھا اذا طعمت وتکسوھا اذا اکتسبت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح ولا تھجر الا فی البیت (ابوداؤد)

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ خاوند پر بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:

١۔ جب کھاؤ بیوی کو کھلاؤ
٢۔ جب اپنے لئے پوشاک بناؤ تو اس کے لئے بھی بناؤ۔
٣۔ اس کے چہرے پر نہ مارو۔
٤۔ اس کو بُرا بھلا نہ کہو۔
٥۔ اس سے کنارہ کشی نہ اختیار کرو مگر گھر میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جو کھائے وہ کھلائے اور جس قیمت کا کپڑا وہ استعمال کرے بیوی کے لئے بھی اسی قیمت کی پوشاک تیار کرے۔ کبھی بیوی کی طرف سے کوئی ناگواری کا اظہار ہو اور تنبیہ کی ضرورت ہو تو چہرے پر ہرگز نہ مارے، اور اس کے خاندان کو نکا کر بُرا بھلا نہ کہے، اور نہ گالی دے، اس کو گھر سے نہ نکالے، اپنی ناگواری کے اظہار کے لئے اگر بستر الگ کرے تو کافی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جب تشریف لاتے تھے تو اتنا خیال فرماتے کہ داخل ہونے کی آہٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر سورہی ہوں تو بیدار نہ ہوجائیں، اسی طرح تہجد کے لئے اٹھتے تو بہت احتیاط برتتے، گھر کا کام خود کرلیتے، بکری کا دودھ نکالنا ہوتا تو خود نکال لیتے، کپڑے کی صفائی اور اپنے ذاتی کام امہات المومنین پر ڈالنے کے بجائے خود انجام دیتے۔

عورت کی پیدائش مرد کی پسلی سے ہوئی

ہے۔ لہٰذا مرد کی ذات میں اس کی دلچسپی بے انتہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے، وہ سوتے اٹھتے، بیٹھتے اپنے خاوند کے بارے میں سوچتی رہتی ہے۔ اگر مرد گھر میں ذرا تاخیر سے آتا ہے تو بیوی پر گراں گزرتا ہے اور اگر کچھ دن اس سے دور رہتا ہے تو خاوند کی دوری اس کے لئے سوہان روح بن جاتی ہے، لہٰذا مرد کو چاہیئے کہ بیوی کی نفسیات کا خیال رکھے، طویل غیبوبت بہت سے مفاسد پیدا کرتی ہے۔ اور آج کل کے آزادانہ ماحول نے اختلاط کے مواقع بہت پیدا کردیئے ہیں، جس کی وجہ سے اور بھی فتنے پیدا ہو رہے ہیں، خاوند کی دوری سے کسی عصمت مآب خاتون پر کیا گزرتی ہے ذیل کا واقعہ اس پر شاہد ہے، حالانکہ وہ خیر القرون کا زمانہ تھا۔ عصمت کی دہلیز پر کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا۔ لیکن سویدائے قلب سے اٹھتی ہوئی بے تابیوں کا مداوا کون کرسکتا ہے تنہائی ایک ناگن ہے جو ڈستی رہتی ہے اسکے زہر کا تریاق خاوند ہے، جس سے بیوی کو تسلی ملتی ہے جس کے خاطر اس نے اپنے والدین، خویش واقارب اور وطن کو چھوڑا ہے وہ صرف اس کی قربت اور محبت چاہتی ہے، اسی لئے بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے، یعنی یہ خدا کے نزدیک محبوب عمل ہے، بلکہ ایک روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میاں بیوی جب ایک ساتھ خلوت میں ہوتے ہیں تو ان کی قربت خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے لہٰذا اسلام نے بیوی کے تمام حقوق کا احترام کرتے ہوئے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ خاوند بیوی سے طویل مدت تک علیحدہ غیر حاضر رہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ منورہ کی نگرانی کرتے ہوئے ایک مکان کے پاس پہونچے جس کے اندر سے ایک عورت کی آواز آرہی تھی جو اپنے قلبی جذبات کے طوفان میں ڈوبی ہوئی اپنی نامرادی کا مرثیہ گارہی تھی جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

تطاول ھذا اللیلُ واَسْوَدَّ جانبُہٗ
واَرَّقنی اَنْ لاَ ضجیعَ اُلاعبُہٗ

اس شب دراز کا کنارہ مائل ہوچکا ہے اور ابھی تک مجھے نیند نہیں آئی، کیونکہ میری چارپائی پر ساتھ سونے والا موجود نہیں ہے جس سے میں ہمکنار ہوسکوں۔

فواللہ لولا اللہ لا شیئ غیرہ
لحرک من ھذا السریر جوانبہٗ

خدا کی قسم اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو اس چارپائی کے بازو حرکت کرتے۔

ولکنّنی اَخشیٰ رقیباً مُوکلاً
بانفسنا لایفتر الدھر کاتبہٗ

لیکن مجھے اس ذات سے ڈر لگتا ہے جو ہماری جانوں کا نگراں ہے اور اس کا منشی رپورٹ لکھنے سے کبھی سستی نہیں کرتا۔

مخافۃ ربی والحیاءُ یصدُّنی
واکرامُ بعلی اَنْ تُنالَ مراتبہٗ

میرے رب کا خوف اور شرم وحیا نیز شوہر کی بے عزتی کا احساس مجھے روکے ہوئے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے متعلق تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند موجود نہیں ہے، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے گیا ہے، آپ نے فوراً اس کے خاوند کو جہاد سے واپس بلایا پھر اپنی بیٹی حفصہؓ سے دریافت کیا کہ "یا بنیۃ کم تصبر المرأۃ علی زوجھا"۔ بیٹی بتاؤ کہ عورت بغیر خاوند کے کتنے عرصہ تک صبر کرسکتی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا "سبحان اللہ مثلک یسأل مثلی عن ھذا" سبحان اللہ "آپ جیسے مرد (باپ) مجھ جیسی عورت (بیٹی) سے اس قسم کا سوال کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی بہی خواہی اور ان کے حالات پر نظر رکھنا مقصد نہ ہوتا تو تم سے اس قسم کا سوال نہ کرتا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ پانچ یا چھ ماہ تک عورت بغیر خاوند کے رہ سکتی ہے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کے لئے چھ مہینے کی مدت اس تفصیل کے ساتھ مقرر فرمادی کہ جہاد میں جانے کی مدت ایک ماہ، جہاد میں کسی چوکی یا محاذ پر چار ماہ اور واپسی ایک ماہ اس طرح کل چھ ماہ۔

بیوی کے معاشرتی حقوق میں یہ بھی ہے کہ خاوند جب گھر میں داخل ہو یا باہر جائے تو بیوی اور تمام گھر والوں سے سلام کرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس طرح راستے کے نشانات وعلامات ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے بھی نشانات و علامات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں، اللہ پر ایمان لانا، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا، گھر میں داخل ہوتے وقت اہل وعیال سے سلام کرنا اور اپنی قوم کے پاس سے گذرتے وقت سلام کرنا جس نے ان مذکورہ چیزوں میں سے کوئی چیز چھوڑدی اس نے اسلام کا ایک حصہ چھوڑ دیا۔ اور جس نے ان تمام کو چھوڑ دیا تو اس نے پورے اسلام کو پس پشت ڈال دیا (حاکم)

(باقی صـ۱۲ـ پر)

فرانسیسی مبلغہ کا انٹرنیٹ کے ذریعہ قبول اسلام

مسلمانوں کے بے عمل حضرات کی زندگی اسلام قبول کرنے میں دوسروں کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ

علی صالح -- رباط

ترجمہ: مسعود حسن حسنی

یورپ میں لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کررہے ہیں اور اسلام پھیلنے کی رفتار میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، لیلی ریفی جو فرانس کی رہنے والی ہیں اور میڈیا انجینیر ہیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد دین کی اشاعت کے سلسلہ میں بڑی سرگرم عمل ہیں، اسلام کی اس مقبولیت کے بعض وجوہ کی وضاحت کر رہی ہیں۔ وہ کیتھولک عیسائی تھیں، انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام کی طرف ان کو رہنمائی حاصل ہوئی، اس کی وجہ سے انھوں نے انٹرنیٹ ہی کو اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا، یہ کام وہ ایک اسلامی ماہنامہ کے ذریعہ جس کا نام (اسلم تسلم) ہے اور وہ فرانسیسی زبان میں ہے انجام دے رہی ہیں، وہ اس کے ایڈیٹوریل بورڈ (Editorial Board) کی ایک رکن ہیں۔

لیلی کو اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کی معاشرت اور ان کے طرز زندگی اور ان کے عادات واطوار کا علم نہیں تھا، اپنی عمر کے بیس سال انہوں نے پیرس کے ایک خوشحال علاقہ میں جس میں مسلمانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی گزارے، مسلمانوں سے ان کو سابقہ نہیں پڑا اور نہ وہ مسلمانوں سے واقف ہوئیں، مسلمانوں سے ان کا پہلا رابطہ مراکش میں اس وقت ہوا جب انھوں نے وہاں باقاعدہ رہنے کا فیصلہ کیا تو وہاں مسلمانوں کی اجتماعی، ثقافتی اور دینی زندگی اس سے مختلف نظر آئی جو انھوں نے پڑھا تھا اور اپنے ذہن کے نہاخانوں میں جس کو بٹھایا تھا۔

لیلی کو مسلمانوں کی عملی زندگی بہت مختلف نظر آئی، اور وہ بہت متحیر ہوئیں اور ان کے ذہن میں سوالات پیدا ہونے شروع ہوئے، ہماری ان سے گفتگو اس طرح ہوئی سنتے چلیں۔

س:- سب سے پہلے کس طرح آپ اسلام سے واقف ہوئیں؟

ج:- میں اسلام سے چار سال پہلے واقف ہوئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب میں نے کناڈا کا سفر بغرض تعلیم کیا تھا، اور کناڈا میں متعدد مسلمان عرب دوستوں سے واقف ہوئی، لیکن وہ سب ایسے تھے جن کی زندگیوں میں اسلام برائے نام تھا (ان کی زندگیاں اسلامی سانچے میں پوری طرح ڈھلی ہوئی نہیں تھیں) میں نے ایک نوجوان کو (جو کہ تونسی تھا) زیادہ واقف پایا، اس کی باتوں نے مجھے اسلام کی طرف متوجہ کیا، میں نے اس سے اسلام میں عورت کے مقام ومرتبہ پر گفتگو کی، اس لئے کہ اخبارات میں اس موضوع پر میں بہت زیادہ پڑھتی تھی، اس چیز نے مجھے اسلام میں عورت کے مقام ومرتبہ کی تلاش وجستجو پر آمادہ کیا، میں نے حقیقت جاننی چاہی، کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ بعض واقعات کو میڈیا غلط رنگ سے پیش کرتا ہے اور غلط نتائج نکالتا ہے، میں نے اس کو انٹرنیٹ پر تلاش کیا، تو اسلام میں عورت کے مقام ومرتبہ پر مجھے انٹرنیٹ میں بہت سی کتابیں مل گئیں، میں نے اسلام، نصرانیت اور یہودیت میں عورت کا جو مقام ومرتبہ ہے اس کے تقابلی مطالعہ کے موضوع پر پڑھا، اس وقت مجھے اسلام میں عورت کو دیئے گئے حقوق کا علم ہوا تو مجھے بہت تعجب ہوا کیونکہ مکمل طور پر تمام حقوق دوسرے مذاہب میں عورت کو حاصل نہیں ہیں، اسی طرح مجھے نصرانیت کے بارے میں بعض مسائل سے جن کو میں پہلے نہیں جانتی تھی واقفیت ہوئی، میں نے تلاش وجستجو جاری رکھی حتی کہ میرے اشکالات دور ہوگئے، اور عورت کے حق میں اسلام کے رویہ سے مطمئن ہوگئی، اب سوال یہ باقی رہا کہ اخبارات اسلام کی منفی

صورت کیوں پیش کرتے ہیں؟ اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے تلاش جاری رکھی، لیکن میں اس دین میں کوئی نامناسب بات نہ پا سکی، اس چیز نے مجھے پریشانی میں مبتلا کر دیا، اور یہ چیز میری روزمرہ کی زندگی پر اثر انداز ہونے لگی، اس کی وجہ سے میری نیند بھی غائب ہوگئی، میں نے فیصلہ کیا کہ میں اس وقت تک حقیقت تلاش کرتی رہوں گی جب تک مجھے اس کا اطمینان بخش جواب نہ مل جائے، چنانچہ میں نے اپنے مطالعہ میں گہرائی لانے اور اور اس تحقیق کو مزید آگے بڑھانے کا ارادہ کیا، جیسے جیسے میرا مطالعہ بڑھتا گیا، اور اس دین سے واقفیت میں اضافہ ہوتا گیا اور اس دین سے دلچسپی بھی بڑھتی گئی، اس سلسلہ میں تونسی دوست سے بڑی رہنمائی ملی، میرے سوالات اس کی سطح سے بلند ہونے لگے، اور اس نے محسوس کیا کہ اس کا تشفی بخش جواب نہ دے سکے گا تو اس نے مجھے ایک مسجد کے فلسطینی امام کے سپرد کر دیا، میں اپنے سوالات ان سے کرتی، وہ مجھے جواب دیتے، گفتگو ایک ترجمان کے ذریعہ ہوتی، اس کے جوابات سے اسلام سے میری دلچسپی میں مزید اضافہ ہوتا گیا چنانچہ میں نے اسلام قبول کرنے کا عزم کر لیا اس سلسلہ میں پہلا قدم میں نے یہ اٹھایا کہ اپنا سر ڈھکنا شروع کر دیا، اور مسجد میں جہاں میں اپنے سوالات کرنے گئی تھی نماز ادا کرنی شروع کر دی، میں نے ایک ہی ہفتہ میں نماز سیکھ لی، جو میں نماز میں پڑھتی تھی اس کو ایک ورق پر لکھ لیا کرتی، پھر امام صاحب نے اپنی بیوی سے میرا تعارف کرا دیا تا کہ وہ میرے سوالوں کا جواب دے سکیں۔

س:- کیا دین دار مسلمانوں سے اس سے پہلے آپ کا واسطہ رہا ہے؟

ج:- اس سے پہلے کبھی میں کسی دیندار مسلمان سے نہیں ملی، اسلام سے واقفیت میں نے صرف کتابوں کے ذریعہ حاصل کی۔

س:- انٹرنیٹ کے کس لٹریچر سے آپ نے اسلام سے واقفیت حاصل کی؟

ج:- زیادہ تر لٹریچر تو انگریزی زبان میں ہے، فرانسیسی زبان میں لٹریچر بہت کم ہے، جب کہ فرانسیسی زبان میں اسلام کے خلاف جو لٹریچر ہے وہ بہت زیادہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے ساتھ تھی، اللہ تعالیٰ نے نئے لٹریچر سے واقف ہونے کی مجھ کو توفیق بخشی، اس لٹریچر میں نہ ہی شبہات ہیں اور نہ ہی کسی قسم کی تحریف، لیکن گزشتہ چار سالوں میں جن میں میں انٹرنیٹ پر اسلامی لٹریچر تلاش کر رہی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مرتب شکل میں لٹریچر کی تعداد بڑھی ہے۔

س:- آپ کے اسلام لانے کے بعد آپ کے دوستوں اور آپ کے افراد خاندان کا کیا ردعمل رہا؟

ج:- شروع میں تو میں نے کسی کو اپنے اسلام کے بارے میں بتایا نہیں، اور اس سلسلہ میں خاندان سے دور تنہائی کی زندگی گزارنے لگی، جس کی وجہ سے میں آزادی سے نماز کے فریضہ کی ادائیگی کرتی رہی، جب میں نے اپنے والد کو اسلام کے بارے میں بتایا تو انھوں نے اس موضوع کو بہت زیادہ اہمیت نہ دی کیوں کہ انھوں نے اس کو نوجوانی کا ایک ایسا جھونکا سمجھا جو تیزی سے گزر جائے گا، اس طرح میری والدہ نے بھی اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کو اہمیت نہ دی، لیکن میری نانی کی واحد شخصیت تھی جس نے میرے اسلام کو اہمیت دی، بچپن سے میری تربیت ان ہی کے پاس ہوئی تھی اور وہ مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں انھوں نے (نانی نے) اس کے سمجھنے کی بھی کوشش کی، اور میرے اختیار کردہ مذہب کا احترام بھی کیا، یونیورسٹی سے فراغت اور میڈیا انجینئر ہو جانے کے بعد نقاب سے میری مشکلات کا آغاز ہوا، اسی وقت سے میرے والد نے مجھ سے تعلق ختم کر لیا فون کے ذریعہ یا خط و کتابت کے ذریعہ کچھ تعلق باقی رکھا، گویا حجاب اوڑھنے نے مجھ کو ان کی نظروں میں دہشت گرد بنا دیا، ایسا انھوں نے (والد صاحب نے) حجاب کے بارے میں اچھے طریقہ سے سوچا ہی نہیں کیونکہ وہ ایسے شخص ہیں جو بلند ثقافت کے حامل نہیں۔ اور کسی شئے سے ناواقفیت اس کے کرنے والے سے دشمنی کو آسان بنا دیتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ فرانس میں کام کرنے کے سلسلے میں میں نے سوچا ہی نہیں کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ دفاتر میرے پردہ اختیار کرنے کی وجہ سے میرے کام کو ٹھکرا دیں گے، پردہ میں رہنے کی وجہ سے کسی بھی اہم عہدہ پر کام کرنے کو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، یہ فرانس میں بہت ہی دشوار بات تھی، میں یہ نہیں کہتی کہ ناممکن تھی، یہی وجہ ہے کہ جو بہنیں باپردہ رہتی ہیں وہ بھی اپنے دفاتر، کارخانوں وغیرہ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کے اتارنے پر مجبور ہیں، اسلام مسلمان اور اس کے رب کے درمیان محض انفرادی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ اس سے بڑھ کر ہے، وہ اجتماعی تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے، فرانس جیسے ملک میں اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لئے اپنے دین پر جمنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

س:- آپ نے ایک اسلامی شہر کی حیثیت سے مراکش کو کیسا پایا؟

ج:- میں ۱۹۹۸ء میں مراکش آئی، مجھ کو بہت سے لوگوں نے مجھے پیش آنے والی بعض مشکلات کے سلسلہ میں باخبر کر دیا تھا، لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ مراکش میں لوگ میرے اس تصور کے معیار کے مسلمان نہیں ہیں جو میں نے مسلمانوں کے بارے میں قائم کر لیا تھا، وہاں بہت زیادہ گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، میں نے اپنے آپ کو ایسے علاقہ میں پایا جو اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا نہیں تھا، یہاں کی زندگی مادہ پرستانہ اور عیش و تنعم میں منہمک رہنے والی تھی، خوبصورت مکانات، نئی نئی کاریں اور ایسی زندگی تھی جو دولت کی طلبگاری تھی، عورتیں بے پردہ جو اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم نہیں دیتیں اور اس جیسی بہت سی خرابیاں تھیں، لیکن کچھ عرصہ کے بعد میرا ایک ایسے خاندان سے تعارف ہوا جو اسلام کا پابند تھا اور اس کی زندگی مغربی معاشرہ سے مختلف تھی۔

یہاں میں نے دیکھا کہ مراکشی معاشرہ میں زبردست تفاوت ہے، ایسا تفاوت جو فرانس میں موجود نہیں ہے، یہاں لوگ مالدار ہیں اور اپنی دولت کے اظہار کے خواہش مند بھی، اور وہ بازار جا کر کسی بھی چیز کے خریدنے پر قادر بھی ہیں، اور دوسری طرف یہاں کثیر تعداد میں جھونپڑپٹیاں ہیں، اور یہ جھونپڑپٹیاں دار بیضاء میں قلب شہر میں واقع ہیں، یہ دیکھ کر مجھے عجیب تضاد نظر آیا جو یورپ میں نہیں ہے، مجھے یہ بہت ناپسند ہوا۔

کھڑکی کھولتے وقت میرے سامنے جو منظر آتا تھا وہ یہ کہ ایک سمندر ہے اور شاندار کوٹھیاں لیکن اس کے ساتھ ساتھ غریب مرد اور عورتیں اور بچے جن کے پاس رہنے کی جگہ نہیں ہے، اور نہ ان کو اچھی غذا میسر ہوتی ہے، یہ ایسا عالم تھا جس کا میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی، جبکہ اس کے بارے میں متعدد مراکشی اہل قلم لکھ چکے تھے، لیکن یہ منظر میں نے دیکھا نہیں تھا، اس منظر نے مجھے رلا دیا، میں نہیں جانتی کہ یہ لوگ کیسے زندگی گزارتے ہیں، ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہے، بعض کو کچھ دراہم صدقہ کئے جا سکتے ہیں، لیکن اس سے ان کی حالت میں تبدیلی واقع نہ ہوگی اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ چیز ان کے دین پر ضرور اثر انداز ہوگی۔

س:- وہ کون سی دشواریاں ہیں جو اسلام کو سمجھنے میں آپ کو پیش آئیں؟

ج:- سب سے بڑی دشواری اسلام اور مسلمانوں کے درمیان تضاد کا ہونا ہے، اور یہی چیز اہل یورپ کی نظر میں اسلام کی خراب تصویر کا سبب ہو رہی ہے، وہ اسلام اور مسلمانوں کے درمیان فرق نہیں کر پاتے ہیں، اس مسئلہ سے آگے بڑھنے پر جس چیز نے میری مدد کی وہ یہ تھی کہ میں نے مسلمانوں کو سمجھنے سے پہلے اسلام کو سمجھا، مسلمانوں کے بارے میں مغربی میڈیا جو کچھ پھیلاتا ہے وہ صحیح ہے، وہ صرف خراب پہلو ہی کو لیتا ہے، اور مشکل یہ ہے کہ مسلمانوں کے خراب کردار کو اسلام سے جوڑ دیتا ہے، اور دونوں کے درمیان ربط پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی اصلاح کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے، مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت اسلام کی تعلیمات سے ناواقف بھی ہے ان کو واقف کرانے کی ضرورت ہے،

س:- آپ کی نانی سے آپ کے تعلقات کی کیا نوعیت تھی، جیسا کہ آپ نے کہا کہ انھوں نے آپ کے اسلام کو اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ آپ کی رائے کا بھی احترام کیا تھا؟

ج:- میری نانی وہ دوسری شخص ہیں جو اسلام لا چکی ہیں، گذشتہ سال موسم حج میں جب میں نے حج کی ادائیگی کی اس وقت میں نے اللہ تعالی سے دعا کی تھی کہ ان کو ہدایت سے سرفراز فرمادے، میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں کیونکہ انھوں ہی نے میری پرورش کی، وہ بہت ہی اچھی عورت ہیں، حج کے بعد جب میں ان سے ملنے گئی تو ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، انھوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہیں، وہ کیتھولک تھیں، چار سال پہلے جب میں نے اسلام قبول کیا تھا انھوں نے اسلام کے معاملات کے بارے میں مجھ سے سوالات کئے، اور میں نے محسوس کیا وہ اسلام کو سمجھنا چاہتی ہیں، وہ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سنتی تھیں، لیکن مسلمانوں کو اس درجہ پاک اور شریف نہیں سمجھتی تھیں خاص طور سے مراکشی بہت اچھے لوگ ہیں۔

س:- وہ کون سی مشکلات ہیں جو اسلام کے سمجھنے میں آپ کے آڑے آئیں؟

ج:- ثقافت اور دین کے درمیان خلیج سب سے بڑی مشکل ہے، یہاں یہی سب سے بڑی مشکل ہے، میں نے اسلام سے واقفیت کتابوں کے ذریعہ حاصل کی، مسلمانوں کی عملی زندگی سے میں نے واقفیت حاصل نہیں کی، اور میری رائے میں مثبت پہلو بس یہی ہے، جس وقت میں مسجد گئی میرے سامنے وہ بہت سی باتیں آئیں جن کو مسلمان دین سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دین سے متعلق نہیں ہیں۔ ☆☆

لبیک اللّٰھم لبیک

شمس الحق ندوی

یہ مضمون کا نہیں بلکہ عشق ومحبت سے بھرے ہوئے سفرنامۂ حج کا عنوان ہے جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلی صفت، بڑے بھانجے سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی سوانح حیات "حیات خلیل" کے مصنف اور محمد علیؐ کا گلدستہ سجانے والے عورتوں کے رسالہ "رضوان" کے بانی بہت سی عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی نعتوں، سوز وگداز سے بھری ہوئی مناجاتوں، مؤثر ترانوں کے لکھنے والے حضرت شیخ الحدیث کے محبوب ترین خلیفہ مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ کا سفرنامۂ حج ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نوعمری ہی سے عشق ومحبت کی دولت سے نوازا تھا۔ ایسا کہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے ان پر جو مضمون لکھا تھا اس میں تحریر فرمایا تھا کہ:

"مکہ معظمہ سے روانگی کا دن تھا، میں نے طواف وداع کیا، اس کے بعد ملتزم پر دعا کے لئے آیا، یہاں مجمع زیادہ نہیں تھا۔ ملتزم پر دعا کا جو مسنون طریقہ ہے اس کے مطابق سہولت سے ملتزم سے چمٹ کر کھڑا ہونا نصیب ہوگیا، اب دعا شروع کی لیکن دعا میں دل کے اضطرار اور الحاح کی جو کیفیت ہونی چاہئے وہ اس وقت بالکل نصیب نہیں تھی، معلوم ہوتا تھا کہ دل مردہ ہوگیا ہے، اپنی اس بدنصیبی پر بڑا رنج وقلق تھا کہ ملتزم پر یہ آخری دعا ہے۔ اور یہ میری محرومی۔ یہی حال تھا کہ وہیں ملتزم پر اللہ کے کسی بندے نے قریب آکر دعا شروع کی۔ اس کی دعا میں الحاح وابتہال اور اضطرار کی کیفیت تھی۔ جب اس کی دعا کی آواز کان میں آئی تو اس کی برکت سے دل گویا زندہ ہوگیا اور مجھے بھی دعا نصیب ہوگئی۔ میں دعا سے فارغ ہوگیا لیکن اس بندے کی دعا جاری تھی۔ میں نے جاننا چاہا کہ یہ اللہ کا کون مبارک بندہ ہے؟ دیکھا تو ہمارے مولانا محمد ثانیؒ تھے سخت حیرت اس پر ہوئی کہ آواز سے مجھے شبہ بھی نہیں ہوا کہ یہ مولانا محمد ثانیؒ ہوں گے۔ اس حج کے وقت ان کی عمر صرف ۲۲، ۲۳ سال کے قریب تھی، اس وقت ان کا یہ حال تھا"

(یہ سفرنامہ اسی وقت لکھا تھا) انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم مکمل کی، پھر ایک سال کی مدت لاہور میں گذاری۔

سہارنپور کے قیام کے دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی شفقتیں ملیں۔ اور حضرت شیخؒ نے خلافت سے بھی سرفراز کیا۔ انھوں نے تکمیل تعلیم کے بعد ایک سال تبلیغی جماعت میں لگایا۔ اور اس دوران حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت کا بھی شرف حاصل رہا۔ اپنے ماموں جان حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت کی اور فریضۂ حج کی سعادت حاصل کی جس کے عشق ومحبت سے بھرے تأثرات اس سفرنامہ میں درج ہیں جو حرمین شریفین کی زیارت کرنے والوں اور حاجیوں کے لئے بہترین سوغات کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ سفرنامۂ حج عشق ومحبت میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔ اور سفر حج کے مبارک سفر میں جوں جوں قدم آگے بڑھا ہے عقیدت کی آتشِ شوق ومحبت تیز ہوتی گئی ہے۔

مکہ مکرمہ دیکھنے کے بعد یہاں کی عاشقانہ اداؤں اور مجنونانہ کیفیت کا ذکر مولانا محمد ثانی علیہ الرحمہ اس طرح کرتے ہیں کہ ایک مرد مومن اپنے گھر بار کو چھوڑ کر بے تابانہ انداز میں شوق ومستی کے ساتھ دربار الٰہی کی زیارت کے لئے چل پڑنے کے لئے بے قرار ہوجائے۔

"یہاں کی ہر ادا عاشقانہ ہے۔ ذرہ ذرہ سے عشق نمایاں ہے، محبوب کے وصال کا دن ہے جس کے فراق میں راتیں آنکھوں میں کٹیں اور ہجر میں دن بیتے، جس کے دیدار کی آرزو میں ایک زمانہ گذرا، آج ملاقات کی سعید گھڑی ہے، مستانہ وار برہنہ سر کفن بردوش پریشاں حال، پراگندہ بال مجنونانہ کیفیت یہی تو یہاں کے آداب ہیں، نہ خوشبو سے کام نہ رنگ سے لگاؤ، نہ زینت وآرائش سے سروکار، دو بے سلی چادریں بدن پر پڑی ہوئیں، گرد وغبار سے اٹے ہوئے با چشم گریاں زبان پر لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ جاری اے اللہ حاضر ہوں۔ اے اللہ حاضر ہوں"۔

سفرنامہ کے چند اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں جو قاری کے اندر حج وعمرہ کی آتش شوق کو بھڑکانے اور اس سفرنامہ کے مطالعہ کا اشتیاق پیدا کرنے کے لئے کافی ہوں گے، کعبۃ اللہ پر نظر پڑتی ہے تو تأثرات کو اس طرح کے الفاظ کا جامہ پہناتے ہیں۔

"یہ کعبۃ اللہ ہے۔ اللہ کا پاک گھر، تمام عالم اسلام کا مرکز، ملجا وماویٰ، تمام اسلامیوں کا جولان گاہ۔ سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، ہر مسلمان کا دل، ہر مومن کا جگر حسن وجمال اتنا کہ دیکھتے رہیے۔ مگر نظریں ہیں کہ نہیں بھرتیں، ایک بار نہیں ہزار بار دیکھئے، رات ودن دیکھئے، آتے جاتے دیکھئے عقل جو بھی کہے عشق کے نزدیک دنیا کا سارا حسن اس کے حسن کے آگے گرد حسن وجمال کے اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے اس کے آگے ہیچ ہیں"۔

اللہ ایسے جذب محبت کو کیا کروں
رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا"

درِ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان کا وہ حصہ جو ملتزم کہلاتا ہے، جہاں حدیث شریف میں دعا کی قبولیت کی بشارت آئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جسے دیکھو لپٹا ہے صرف لپٹا نہیں اپنے سینے اور چہرے کو چپٹائے ہاتھوں کو پھیلائے بے چین ومضطرب آہ وبکا میں مصروف کبھی اِس پہلو کبھی اُس پہلو کسی کل چین نہیں بارگاہ اقدس میں دعاؤں کی پیشی اور قبولیت دعا کی درخواست ہے

اب دردِ جگر ہو کے نکلتا ہے دہن سے
وہ جوش جو برسوں مرے سینے میں نہاں ہے

زمزم کا ذکر کس شوق ومستی کے عالم میں کرتے ہیں۔

"زمزم کے قطرے قطرے کو ترستے تھے تمنا رہتی تھی کہ آنکھ میں لگانے کو مل جائے مگر تمنا خیال کے درجہ سے آگے نہ بڑھتی دل کی آرزو دل ہی میں رہ جاتی اور آج جتنا جی میں آئے پیجئے اور خوب جی بھر کے پیجئے۔

ساقی جو دیئے جائے یہ کہہ کر کہ پیئے جا
میں بھی پیئے جاؤں یہ کہہ کر کہ دیئے جا

طواف کعبہ، صفا مروہ کے درمیان سعی۔ پھر منیٰ وعرفات، مزدلفہ، ہر ہر مقام کی کیفیات اور حجاج کرام کے جذب ومستی کے احوال کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ قاری اپنے کو اسی مقام اور فضا میں محسوس کرنے لگتا ہے۔

ارکان حج سے فراغت کے بعد زیارت مدینہ یعنی دیار حبیب کا سفر ہوتا ہے اس کی کیفیات اور لطف کا رنگ دوسرا ہوتا ہے۔ کس شوق ومستی کے عالم میں سب کچھ کیا ہے، اس کا لطف تو سفرنامہ پڑھ کر ہی حاصل ہوسکتا ہے، بطور نمونہ ایک اقتباس پیش ہے حرم نبویؐ میں داخل ہوکر روضۂ اطہر کے جذب شوق کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"ادب ولحاظ اتنا کہ حجرۂ نبوی کی طرف نظر بھر کر دیکھنا مشکل مگر صبر وقرار کی اتنی کمی کہ نظر چرا چرا کر دیکھنے پر ہر ایک مجبور ہر ایک محبت وعشق میں چور اور انتہائی جذب وکیف سے مخمور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا آگے چل رہا ہے کوئی بے اختیار رونے لگتا ہے، کوئی اترے ہوئے چہرہ اور پتھرائی ہوئی آنکھ سے لرزتا سمٹتا چلا جارہا ہے۔ مگر دل ہے کہ جذبات سے امڈا آرہا ہے۔ آنکھیں تو خشک ہیں مگر جذبات کی طغیانی دل کو کہیں سے کہیں بہائے لے جارہی ہے

محبت میں ایک ایسا وقت بھی دل پر گذرتا ہے
کہ آنسو خشک ہوجاتے ہیں طغیانی نہیں جاتی"

کتاب کے آخر میں حج سے متعلق مولانا علیہ الرحمہ کی چار پاکیزہ نظمیں بھی شامل کی گئی ہیں جن میں وہ تمام باتیں جو تفصیل کے ساتھ نثر میں بیان کی گئی ہیں ان کو مولانا نے شعر کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

اس طرح یہ پورا سفرنامۂ حج قرآنی آیات احادیث نبوی اسلامی تاریخ کی روشنی میں توحید ورسالت کے امتیاز کے ساتھ عاشقانہ اور عقیدت مندانہ انداز میں سپرد قلم کیا ہے۔ اور جگہ جگہ نہایت جاندار اور پاکیزہ اشعار عبارت کے اندر موتی اور نگینہ کی طرح جڑ دیئے ہیں جس سے داستان عشق کا لطف اور اس کا حسن وجمال دوبالا ہوگیا۔ اس کتاب کو پڑھ کر یقیناً ہر مومن صادق کا دل حرمین شریفین کے دیدار کے لئے بے تاب ہوجائے گا اور بارگاہ الٰہی میں دست دعا دراز کرے گا کہ الٰہی اپنے اور اپنے حبیب کے گھر کا دیدار نصیب کردے۔

حضرت مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء اپنے گرانقدر مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"پیش نظر کتاب سفرنامۂ حج میں عشق کی جذب ومستی تو وہی ہے مگر ثبات عقیدت کی لگام کہیں ڈھیلی نہیں ہوئی ہے۔ محبت کا جوش عقیدت کے ہوش کے ساتھ رواں ہے۔ یہ دو نہریں ہیں جو ایک ساتھ مل کر چل رہی ہیں احکام الٰہی کا فاصل (برزخ) ایک موج کو دوسرے پر غالب نہیں ہونے دیتا"۔

اسی طرح مولانا محمد ثانی حسنی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند مولانا محمد حمزہ حسنی ناظم عام ندوۃ العلماء اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ" زبان کی سلاست وشیرینی اور عشق ومحبت کی گرمی اور دلِ بے تاب کا ایسا عطر مجموعہ ہے جو مشام جاں کو معطر اور دل افسردہ کو عشق ومحبت کی تپش عطا کرتا ہے سرد سے سرد دل بھی اس کی آنچ سے اپنی وہ حقیقی زندگی اور تڑپ پاسکتا ہے۔ جو

(باقی ص ۳۰ پر)

یورپ میں آئندہ تیس سالوں کے عرصہ میں اسلام کا غلبہ ہوگا

● محمد شفیق ندوی

یورپ میں ہر صبح کوئی نہ کوئی شخص کلمہ توحید " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا علی الاعلان اقرار و اظہار ضرور کرتا ہے اور دین اسلام کے پیروکاروں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ حرف بحرف سچ ثابت ہو رہا ہے کہ دین اسلام ہر نیک و بد اور فاسق و فاجر کے گھر پہنچ کر رہے گا۔ طارق اور صالح کے اسلام لانے کا واقعہ جو لندن سے نکلنے والا اخبار "الشرق الاوسط" میں شائع ہوا ہے اس کی بہترین دلیل ہے۔

یہ دونوں نومسلم طارق اور صالح برطانیہ کے ممتاز اسکول "ایٹون" کے فارغ ہیں۔ اس اسکول میں برطانیہ کے ممتاز ترقی یافتہ اور اونچے گھرانوں کے لڑکے تعلیم و تربیت پاتے ہیں اسی اسکول میں برطانیہ کے ولی عہد چارلس کے دونوں لڑکے ولیم اور ھاری بھی زیر تعلیم ہیں اس وجہ سے یہ اسکول نہ صرف برطانیہ میں بلکہ پوری دنیا میں مشہور و معروف ہوگیا ہے۔

طارق اور صالح اپنے پرانے اسکولی ساتھیوں اور دوستوں میں علی الترتیب ماتھیو ویلکنسون اور نیکولاس برانڈٹ کے نام سے جانے جاتے تھے لیکن ان دونوں نے بڑی گہرائی و گیرائی کے ساتھ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ جوں جوں مطالعہ بڑھتا گیا اسلام ان کے دل و دماغ میں گھر کرتا چلا گیا نتیجۃً اسلام کی مثالی روایات و اقدار اور اس کی سچی اور عمدہ تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام کے بعد سے یہ دونوں نومسلم لندن کی مسجدوں میں منعقد ہونے والے دینی حلقوں اور درسوں میں بڑی رغبت و شوق سے شریک ہو رہے ہیں پنجوقتہ نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور جب جب ان کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا ہے، آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

آج ہمیں بھی اس انداز سے ایمانی سفر طے کرنا چاہئے جس سے طارق اور صالح کو دین اسلام کی رہنمائی ملی اور اسلام لانے کے بعد اپنے دوستوں میں دین اسلام کی تشریح و توضیح اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دیا تاکہ اپنے دوستوں کو قبول اسلام کے لئے رضامند کر سکیں۔

طارق (۳۰ سال) اور صالح (۳۱ سال) کا کہنا ہے کہ دس سال قبل اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری یہ خواہش تھی کہ اب ہم ایٹون ماڈل اسکول کے اپنے ساتھیوں اور دوستوں میں دین اسلام کی تبلیغ و دعوت کا کام شروع کریں اور انھیں اسلام کے قبول کرنے پر آمادہ و رضامند کرنے کی مقدور بھر سنجیدہ کوشش کریں، کیونکہ اسلام ہی وہ دین حق ہے جو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہمارے پیش نظر دو مشن تھے ایک یہ کہ اپنے اہل خانہ، احباب و متعلقین، ساتھیوں اور دوستوں میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا جائے تاکہ ہمارے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں ہدایت سے سرفراز کردے، دوسرا مشن یہ تھا کہ عام برطانوی باشندوں میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کیا جائے۔

خاص طور پر برطانیہ کے نوجوانوں میں اس لئے کہ برطانیہ میں روحانی خلا اور ذہنی بے چینی و انتشار کی وجہ سے ان کے گناہوں اور گمراہی و بے راہ روی کے دلدل میں پھنس جانے کا قوی اندیشہ ہے اس طرح ہمارا یہ بھی مقصد تھا کہ اس دعوتی مشن کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے نومسلموں کی ضروریات زندگی پوری کرنے اور ان کی نگہداشت و حفاظت کا انتظام کریں ہم لوگوں کو اپنے اس دعوتی مشن کی کامیابی میں ذرا بھی شک نہیں تھا۔ بلکہ ہمیں پورا یقین تھا کہ ہمیں اپنے مشن میں ضرور کامیابی ملے گی۔ اور برطانوی باشندوں کی ایک بڑی تعداد اس دعوت کو قبول کرلے گی، اور ایمان و یقین اور دعوت ربانی کے اس کارواں میں شامل ہو جائے گی۔

طارق اور صالح کو یہ امید ہے کہ آنے والے تیس سالوں میں یورپ میں اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔ اور بہت سے یورپی ممالک خصوصاً برطانیہ، فرانس اور جرمنی میں اسلام ہی کا تسلط اور غلبہ ہوگا۔ اسی وجہ سے توقع کی جارہی ہے کہ آنے والے تین دہائیوں میں ان تینوں ملکوں میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب بڑھ جائے گا، نتیجۃً ان ملکوں میں اسلام کا اثر و رسوخ قائم ہو جائے گا چنانچہ ان ملکوں کے قائدین نے اس معاملہ کا گہرائی سے مطالعہ کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ اکیسویں صدی کے نصف اول میں ملک کے سیاسی اقتصادی اور معاشرتی امور میں پیش آنے والے کسی بھی خطرہ کا اور انتشا کا مقابلہ کیا جا سکے

صالح کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ کافی نہیں ہے کہ کوئی مسلم چھپ کر رازدارانہ دعوت الی اللہ کا کام انجام دے۔ اِلّا یہ کہ یہ مسلم داعی کسی ایسے شخص کو آمادہ و راضی کرنے کی کوشش کر رہا ہو جو کسی مذہب کو نہیں مانتا۔ اور داعی کا مقصد اس گمراہ شخص کو جہالت و ضلالت اور کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لانا ہو، اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ گمراہ شخص تھوڑی سی محنت کرنے کے بعد راہ راست پر آسکتا ہے تو ایسی حالت میں رازدارانہ خاص طریقہ و نہج پر دعوت کا کام کرنا زیادہ سودمند ہوگا صالح کا یہ بھی کہنا ہے کہ مؤمن وہ شخص ہے کہ جس پر وہ ایمان رکھتا ہے اس کو اچھی طرح جانتا بھی ہو اور اسی کے مطابق عمل بھی کرے، حتیٰ کہ اس کے خاطر جان جیسی متاع عزیز کو قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

صالح نے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ میں سالانہ دس ہزار سے بھی زیادہ افراد حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اور برطانوی نوجوانوں میں اس کا تناسب ہر سال بڑھتا جا رہا ہے، اور ایمان و یقین کا کارواں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جانب منزل رواں دواں ہے برطانیہ کے نوجوان مذہب اسلام سے راضی و خوش ہیں کیونکہ ان کو اس میں اپنی متاع گمشدہ مل گئی ہے اس وجہ سے وہ اس کارواں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر شامل ہو رہے ہیں اور برملا قبول اسلام کا اعلان کر رہے ہیں۔

● یوسف توکیرو کا قبول اسلام

یوسف توکیرو نے اپنی زندگی کے پچیس سال عیسائیت میں گذارے، حالانکہ اسے ان گزرے ہوئے دنوں پر ندامت و افسوس تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے توفیق دی، کلام اللہ سننے کا موقع ملا، توحید کا مطالعہ کیا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے معنی و مطلب اور مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد یوسف کو یہ یقین ہو چلا کہ یہ عیسائی عقائد و حقائق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے ماخوذ نہیں ہیں، بلکہ خود ساختہ اور من گھڑت ہیں، ان کی کوئی دلیل نہیں، کوئی بنیاد نہیں، چنانچہ جب مکمل شرح صدر ہو گیا تو یوسف عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت میں داخل ہو گیا، لیکن بیوی کے الگ ہو جانے کی دھمکی کی وجہ سے اپنے قبول اسلام کا اعلان نہیں کیا۔ لیکن صداقت و حقانیت اور ایمان و یقین کی چنگاری کب تک دبی رہ سکتی ہے؟ دینی حمیت و غیرت اور اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا۔ اور ساری رکاوٹوں، بندشوں، دھمکیوں اور مخالفتوں سے منہ موڑ کر دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

اسلام لانے کے بعد یوسف کو جو سب سے بڑی فکر لاحق ہے وہ یہ ہے کہ اپنے والدین کو دین اسلام کی دعوت کس طرح دے اور ان کے سامنے اسلام کی حقانیت و صداقت برتری و فضیلت اور دوسرے مذاہب کے بطلان کو کس طرح ثابت کرے تو دوسری طرف اسلام کو صحیح طریقہ پر سمجھنے اور سیکھنے کی سعی بلیغ بھی کر رہا ہے اسی وجہ سے وہ دعوت و ارشاد اور دینی و اسلامی علوم و فنون کے مختلف اداروں اور مرکزوں میں آتا ہے، دینی و اسلامی تعلیمات و احکامات سیکھتا ہے اور واپس جا کر اپنے شہر اور اہل و عیال اور متعلقین میں اسلام کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کا کام کرتا ہے، کیونکہ یہ جانتا ہے کہ دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل قبول نہیں "وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

چنانچہ یوسف اس کی جد و جہد اور کوشش کر رہا ہے کہ وہ اپنے والدین، اہل و عیال اور دوسروں کو بھی جہنم کی آگ سے نجات دلائے

اسلام لانے کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یوسف کہتا ہے: عیسائیت اور اسلام کا کوئی موازنہ نہیں، کوئی تقابل نہیں، دونوں میں نمایاں اور واضح فرق ہے۔ یوسف کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں فوراً نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں جس سے مجھے اطمینان و راحت اور چین و سکون مل جاتا ہے، بے چینی دور ہو جاتی ہے قرار آجاتا ہے، یوسف کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب میں عیسائی تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا میں ایک تاریک کمرہ میں ہوں، سخت اندھیرے میں ہوں اور اب قبول اسلام کے بعد ساری تاریکیاں کافور ہو گئی ہیں۔ زندگی کے تمام دروازے کھل گئے ہیں سارے راستے روشن ہو گئے ہیں، آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اور قلب و دماغ اور عقل و ذہن کے روزن وا ہو گئے ہیں۔ اب میں صحیح اور سیدھے راستے پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میری بیوی کو ہدایت کی توفیق ملے۔ آمین!

سلام کیا کرو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو ایمان لائے ہیں اور ایمان میں کامل وہ ہیں جو آپس میں محبت کرتے ہیں اور محبت پیدا ہوتی ہے آپس میں سلام کے رواج دینے سے۔ لہٰذا آپس میں سلام کیا کرو۔ (مسلم)

مسلمان اپنی زندگی اسلامی شریعت کے مطابق گزاریں

ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا دینی ودعوتی دورہ کرناٹک

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

مسلمان اپنے مسائل دارالقضاء سے حل کرائیں

اسلامی شریعت مکمل نظام حیات ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے عائلی مسائل اور دوسرے تنازعات کو سرکاری عدالتوں کے بجائے اسلامی عدالتوں یعنی دارالقضاء سے حل کرائیں۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی روشنی میں یہاں مسلمان قاضیوں کے ذریعہ مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔ جبکہ غیر مسلم ججوں کے ذریعہ اور ملک کے دستور کے مطابق سرکاری عدالتیں فیصلے نافذ کرتی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ١٥ر جون ٢٠٠١ء کو مسجد اقصیٰ پور باؤز کالونی ٹمکور کے ایک اجلاس میں "اسلام میں دارالقضا کی اہمیت وضرورت" کے عنوان پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے کیا۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ مسلمان اگر اپنی زندگی قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق گزارنے لگیں تو ان کی زندگی میں بہار آجائے اور معاشرے سے فساد وبگاڑ کا خاتمہ ہوجائے۔

اجلاس سے امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی اشرف باقوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ازدواجی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں، دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے اس لئے شوہر اس کے ساتھ عزت وصلہ رحمی کا معاملہ کرے اور بیوی پیار ومحبت کا۔

پروفیسر انیس چشتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے جامع قانون کو اپنائیں اور اپنے معاملات کے حل کے لئے سرکاری کورٹ کے بجائے اسلامی کورٹ (دارالقضاء) سے رجوع کریں۔

اجلاس سے مولانا تصدیق احمد، اور مولانا ضیاء الرحمٰن ندوی نے بھی خطاب کیا۔

علامہ عبدالحی احقر بنگلوری

حیات وخدمات پر ایک روزہ سمینار

١٧ر جون ٢٠٠١ء کو سبیل الرشاد عربک کالج بنگلور میں عالمی رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک کے زیر اہتمام، علامہ عبدالحی احقر بنگلوری کی حیات وخدمات پر ایک روزہ سمینار منعقد ہوا۔ مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی (امیر شریعت کرناٹک) نے سمینار کی صدارت کی اس سمینار میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی) حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (مدیر پندرہ روزہ عربی جریدہ الرائد لکھنؤ) جناب انیس چشتی پونہ (جنرل سکریٹری کل ہند پیام انسانیت) محترم ابراہیم سلیمان سیٹھ (صدر انڈین نیشنل لیگ) مولانا محمد اسمٰعیل (صدر مدرسین دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور) مہمان خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ اس سمینار میں شہر بنگلور اور ریاست کرناٹک اور تمل ناڈو اور آندھرا پردیش سے علماء ادباء، شعراء، صحافی اور ادب نواز حضرات کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی نے اپنے طویل مقالہ میں فرمایا کہ "کرناٹک میں رابطہ ادب اسلامی کا جو مرکز قائم ہوا ہے اس نے اپنے عمل کے آغاز کے لئے اس علاقائی سمینار کے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو یہاں کی ایک عظیم علمی و ادبی شخصیت علامہ عبدالحی 'احقر بنگلوری' کے عنوان سے کیا جارہا ہے، جنھوں نے اصلاحی

تعمیری ادب کے دائرہ میں آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے اسی بنگلور اور اس کے اطراف میں وسیع اور مؤثر ڈھنگ سے خدمت انجام دینے کا ایک معیار قائم کیا، یہ علامہ عبدالحی احقر بنگلوریؒ کی شخصیت تھی جس کو شروع میں لوگوں نے قدردانی کا حق پوری طرح نہیں دیا، لیکن بالآخر انصاف پسند اہل ذوق نے ان کے کام ومقام کو سامنے لانے کا فیصلہ کیا اور اس ادبی سمینار کے لئے ان کو موضوع بنایا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ علامہ عبدالحی بنگلوریؒ کے کام ومقام کے بارے میں تحریر کرتے ہیں "علامہ موصوف اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم بھی تھے۔ وہ قادرالکلام شاعر وادیب بھی اور کثیر التصانیف بزرگ بھی تھے۔

علامہ کی شخصیت پر مولانا سید محمد واضح رشید ندوی (ایڈیٹر الرائد ندوۃ العلماء) نے اپنا عربی میں مقالہ پیش کیا جس کا ترجمہ مولوی محمد معاذ ندوی نے کیا، مولانا نے اپنے مقالہ میں فرمایا کہ علامہ عبدالحی بنگلوری نے اپنی نثری و شعری خصوصیت کی بنا پر اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں بڑی خدمت انجام دی، اور "عالمی رابطہ ادب اسلامی کا جن مقاصد کے پیش نظر قیام عمل میں آیا اس کے بڑے محرک ومبلغ اور داعی تھے، مہمان خصوصی محترم ابراہیم سلیمان سیٹھ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ علامہ عبدالحی احقر بنگلوری ایک متبحر عالم اور بلند پایہ ادیب اور عظیم شاعر تھے۔ جنوبی ہند کے مسلم معاشرے سے بدعات کو ختم کرکے سنتوں کو رواج دینا، آپ کا ایک بڑا کارنامہ ہے"۔ سمینار سے پروفیسر انیس چشتی نے بھی خطاب کیا۔ یہ سمینار مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی رقت آمیز دعا پر بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

بھٹکل میں محی الدین منیری کی حیات وخدمات پر سمینار

محی الدین منیری کی "حیات وخدمات" کے موضوع پر رابطہ ادب اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سمینار میں جو زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی منعقد ہوا، علماء کرام اور شرکاء نے مرحوم کو بہترین خراج تحسین پیش کیا، ٨ عدد مقالے پیش کئے گئے۔ جناب عبدالعلیم قاضی، ڈاکٹر محمد حنیف شباب، جناب جے ایم خواجہ، مولانا نذرالحفیظ ندوی، جناب دامودی محمد سعید، جناب عبدالمتین منیری جناب ایم اے غنی، مولانا محمد فاروق صاحب وغیرہ نے نہایت مؤثر اور جامع مقالے پیش کئے۔

مولانا محمد الیاس ندوی نے اس موقع پر رابطہ ادب اسلامی کی چار سالہ رپورٹ پیش کی اور کہا کہ ١٩٩٩ء میں منعقدہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے ایک اہم سمینار میں ڈاکٹر خلیق انجم جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند نے ادب اسلامی کا اعتراف کیا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ آج میں اس عظیم سمینار میں شرکت کرکے ادب اسلامی کا قائل ہوگیا۔ مولانا الیاس نے آخر میں یہ بات شرکاء سمینار کو بتائی کہ نوائطی زبان میں مرحوم منیری صاحب تفسیر قرآن کا کام کررہے تھے۔ انہوں نے درجنوں کتابیں بزبان نوائطی تحریر کیں۔

صدر سمینار حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں دنیا فراموش نہیں کرسکتی، آج جو کچھ بھی بھٹکل اور اطراف بھٹکل تعلیمی وادبی، دینی سرگرمیاں نظر آتی ہیں یہ مرحوم منیری صاحب کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے خلوص نیتی کے ساتھ کام کیا۔ نہایت غربت میں زندگی کا آغاز کیا۔ بمبئی جاکر محنت مزدوری کی، حاجیوں کی خدمات میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آج ہر ایک ان کی خدمات کا اعتراف کررہا ہے۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ یہاں سے ہم کو جانا ہے۔ ہم کو یہاں اچھے کام کرنے ہیں۔ تاکہ ہمیں آخرت میں بھی بھرپور صلہ ملے۔ لہٰذا مرحوم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے رابطہ ادب کی شاخ کو متحرک کرنے کی انہوں نے اپیل کی، یہاں کے دینی ماحول کو سراہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مخلص محنت کرنے والوں کی کوششوں کو ضرور کامیاب فرماتا ہے لہٰذا ہم کو خدمت کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

یہاں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ اور رابطہ ادب اسلامی کے دفتر کا قیام بھی عمل میں آیا اور دونوں کا ذمہ دار مولانا محمد الیاس ندوی کو بنایا گیا۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کے علاوہ اسٹیج پر پروفیسر انیس چشتی، مولانا نذرالحفیظ ندوی صاحب، مولانا سید واضح رشید ندوی صاحب، جناب ایم اے غنی، جناب مولانا سید مصطفیٰ رفاعی، جناب شاہد احمد، ڈاکٹر علی ملیار اور مولانا عبدالباری جلوہ افروز تھے۔

رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک کی تشکیل

١٧ر جون کو حضرت مولانا سید محمد رابع

(باقی صفحہ پر)

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:۔ گھر میں یا کہیں اکیلے نماز پڑھنے والا کیا مغرب، عشاء و فجر کی فرض میں قرأت آواز سے پڑھے گا یا خاموشی سے بھی پڑھ سکتا ہے؟

ج:۔ بلند آواز سے بھی پڑھ سکتا ہے اور سرًا بھی پڑھ سکتا ہے۔ بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔

س:۔ نفل نماز میں کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے یا بیٹھ کر زیادہ ثواب کس میں ہے؟

ج:۔ نفل نماز میں بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا۔ لہٰذا کھڑے ہو کر نفل نماز میں پڑھنا بہتر ہے۔

س:۔ وتر نماز میں تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور سورۃ اور الحمد پڑھنے کے بعد رکوع میں چلے گئے بعد میں خیال آیا تو کیا سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی یا دوبارہ پڑھنی پڑیگی؟

ج:۔ سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی۔

س:۔ نفل نماز جہرًا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، کیا اگر نوافل جہرًا پڑھ لی جائیں تو سجدہ سہو کرنا لازمی ہوگا؟

ج:۔ رات کی نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ سرًا پڑھے یا جہرًا پڑھے اس لئے نفلوں میں جہرًا پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا دن کی نفلوں میں جہرًا پڑھنا درست نہیں بلکہ سرًا پڑھنا واجب ہے۔

س:۔ کیا میت کے ساتھ قبر میں قرآن مجید یا قرآن مجید کا کوئی حصہ رکھنا جائز ہے؟

ج:۔ قبر میں مردہ کے ساتھ قرآن مجید یا اس کا کچھ حصہ دفن کرنا ناجائز ہے کیونکہ مردہ قبر میں پھول پھٹ جاتا ہے، قرآن مجید ایسی جگہ رکھنا بے حرمتی ہے، یہی حکم دیگر مقدس کلمات کا ہے سلف صالحین کے یہاں اس کا تعامل نہیں تھا۔

س:۔ کیا اپنی زندگی میں قبر بنوا سکتے ہیں؟

ج:۔ اپنی زندگی میں قبر تیار کرا لینا مباح ہے۔

س:۔ کیا فرض نماز میں مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

ج:۔ فرض نماز میں مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے لیکن لقمہ اس وقت دے ـــــ جبکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

س:۔ سفر میں سنن مؤکدہ کی کیا حیثیت ہے؟

ج:۔ سفر میں سنن مؤکدہ کی حیثیت نوافل کی ہو جاتی ہے اگر موقع ہو تو پڑھ لے ورنہ معاف ہیں۔

س:۔ کیا نماز میں انگلیوں کو توڑنا مکروہ ہے؟

ج:۔ ہاں نماز میں انگلیوں کو توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا مکروہ ہے۔

س:۔ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ پڑھے تو کیا حکم ہے۔

ج:۔ فرض نماز میں بلا کسی عذر و ضرورت کے دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کی قرأت مکروہ تنزیہی ہے نسیانًا پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے اور نوافل میں بلا کراہت علی کل حال جائز ہے۔

س:۔ بیوی نے شوہر سے کہا کہ داڑھی منڈوا لیجئے اس پر شوہر نے کہا ٹھیک ہے لیکن میری بھی ایک شرط ہے کہ تم نماز پڑھو۔ اگر بیوی شرط مان لے تو شوہر داڑھی منڈوا سکتا ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں یہ شرط لگانا صحیح نہیں ہے بلکہ دونوں پر نمازوں اور دیگر امور شرع کی پابندی لازمی ہے، شوہر پر داڑھی رکھنا لازم ہے اور اگر زوجہ نماز نہیں پڑھتی ہے تو شدید گنہگار ہوگی۔ اور عند اللہ ماخوذ ہوگی۔

س:۔ زید نے تین طلاقیں دیں لیکن کہتا ہے کہ میں نے پہلی طلاق مذاقًا کہی تھی تو اس صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

ج:۔ تین مغلظہ طلاقیں واقع ہو جائیں گی پہلی طلاق جسے زید مذاقًا بتا رہا ہے وہ بھی واقع ہوگی۔

س:۔ وہ پلاٹ یا زمین جو کاروباری نسبت پر رکھی گئی ہو اس میں لگنے والی رقم پر زکوٰۃ کیسے نکالی جائے گی جبکہ ایک مستقل رقم کئی سالوں تک رکنے کے بعد نفع کے ساتھ واپس آتی ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں پلاٹ یا زمین مال تجارت ہے اور جو حکم مال تجارت کا ہے وہی اس کا ہوگا یعنی سال گذرنے کے بعد بازار بھاؤ کے اعتبار سے موجودہ قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا خواہ وہ کئی سال فروخت نہ ہو سکے تو ہر سال ایسا ہی کرنا ہوگا۔

س:۔ کوئی شخص کسی اسکول کی طرف سے اپنا امتحان دے رہا ہے لیکن وہ امتحان کی کاپیاں صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے خود نہ لکھتا ہو بلکہ دوسرے سے لکھواتا ہو۔ اس صورت میں از روئے شرع کیا حکم ہوگا۔

ج:۔ صورت مسئولہ میں کاپیاں لکھوانے والا اور لکھنے والا دونوں ناجائز امور کی انجام دہی کرنیوالے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "من غشنا فلیس منا" جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ مذکورہ صورت میں کھلا ہوا دھوکہ ہے لہٰذا دونوں اشخاص لکھنے والا اور لکھوانے والا گنہگار ہوں گے،

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب کے امیر سلطان بن عبد العزیز کے بے مثال اور قابل تعریف اقدام کی وجہ سے جدہ کے انسٹی ٹیوٹ برائے فضائی افواج کے درمیان حفظ قرآن کا مقابلہ ہوا جس میں شریک ہونے والے نوعمر طلبا ہی نہیں بلکہ مختلف مسلم ممالک کے تربیت یافتہ فوجی کرنل، کیپٹن اور بریگیڈیر بھی تھے جو باقاعدہ اپنے اپنے ملک کی افواج کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اس حفظ قرآن کے مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کا تعلق سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات، قطر، کویت بحرین، اردن، یمن، سوڈان، مراکش، ایران پاکستان، ملیشیا، چاڈ، نائجیریا، بنگلہ دیش اور سینگال سے تھا۔ تمام مقابلوں کی طرح اس مقابلہ کو بھی چار گروپوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلے گروپ میں مکمل حفظ، دوسرے گروپ میں ۲۰ اجزاء، تیسرے گروپ میں ۱۰ اجزاء، چوتھے گروپ میں ۴ اجزاء یاد کرنا مع قواعد و تجوید کے ضروری تھا ہر گروپ کے لئے پانچ انعام رکھے گئے تھے جن کی عمومی مالیت ایک لاکھ ستر ہزار امریکی ڈالر تھی چنانچہ پہلے گروپ کا انعام اول مصر کی افواج کو ملا دوسرے گروپ کا پہلا انعام یمن کو حاصل ہوا۔ تیسرے گروپ کا پہلا انعام بھی یمن کو ملا البتہ چوتھے گروپ کا پہلا انعام سوڈان کے فوجی نے حاصل کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلح افواج میں قرآن مجید سے رغبت پیدا کرنے اور ان میں دینی شعور کو بیدار کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ امیر سلطان نے ایک سنت حسنہ کی داغ بیل ڈالی ہے جس کا اجر ان کو یقینًا جاری رہنے تک ملتا رہے گا۔

● او آئی سی کے وزرائے خارجہ کی ۲۸ ویں کانفرنس مالی میں ہوا، اس میں مسلمان ملکوں کے وزرائے خارجہ امت مسلمہ کو درپیش سنگین مسائل کے علاوہ تنازع فلسطین کی تشویشناک صورتحال اور افغانستان کے مسئلے کے علاوہ اسلامی دنیا کے اقتصادی اور معاشرتی مسائل پر بھی غور ہوا۔ کانفرنس میں ۵۶ مسلمان ممالک کے وزرائے خارجہ نے شرکت کی۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم مسلمان ممالک کا سب سے بڑا فورم ہے اور بلاشبہ یہ تنظیم ایک ارب دس کروڑ سے زائد مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ ادھر فلسطین کا مسئلہ سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور اسرائیلی فوج فلسطینی عوام کی برائے نام آزادی بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں انتہا پسند اسرائیلی وزراء وزیر اعظم پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ آزاد فلسطینی ریاست کا تصور ختم کرنے کے لئے امن معاہدہ ختم کر دیا جائے۔ اس طرح بعض حلقے امریکہ کی طرف سے افغانستان کے خلاف کسی تازہ جارحیت کا خدشہ ظاہر کر رہے ہیں۔ اس وقت عالم اسلام (چیچنیا، فلسطین، افغانستان اور مقدونیہ) کو ایسے مسائل کا سامنا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے خلاف زبردست محاذ آرائی اور منصوبہ بندی میں مصروف ہیں ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس محض نشستند و گفتند و برخاستند کی مثال پیش نہ کرے بلکہ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل کے لئے ٹھوس حکمت عملی اختیار کی جائے اور اسلامی اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے لئے مؤثر کوششیں کی جائیں تاکہ عالم اسلام ہر محاذ پر اسلام دشمن قوتوں کا مؤثر جواب دے سکے۔

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔

فون نمبر: ۳۴۴۴۵

محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر

ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی

آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: نُورٌ مُّبِیْنٌ فِی الْقُرْآنِ الْحَکِیْم
مؤلف: محمد یونس سلیم
صفحات: ۲۰۰، سائز ۲۰×۳۰/۸، خوبصورت ٹائیٹل عمدہ کاغذ، دستی کتابت
ملنے کا پتہ:۔ فرید بکڈپو (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۴۲۲ مٹیا محل، اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

قرآن مجید جو سارے انسانوں کے لئے باعث ہدایت اور ذریعہ نجات ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا پڑھنا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا سب کے لئے آسان فرمادیا ہے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ہ
جناب یونس سلیم صاحب ایڈوکیٹ (سابق گورنر صوبہ بہار) لائق تعریف اور قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے زیر نظر کتاب "نُورٌ مُّبِیْنٌ فِی الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ" ہ میں خود قرآن کریم کی عظمت پر روشنی ڈالنے والی آیات کا انتخاب مندرجہ ذیل عنوان پر مع ترجمہ وتشریح خوبصورت انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

● قرآن مجید خود اپنے متعلق کیا کہتا ہے؟
اس عنوان میں تقریباً چونسٹھ ۶۴ سورتوں سے آیات قرآنیہ کا انتخاب بحمد اللہ خوب سے خوب تر متبحر مفسرین اور علماء ربانی کے معتبر تراجم اور تفاسیر کو سامنے رکھ کر آیات کا ترجمہ اور تشریح بہت سادہ اور دلنشین انداز میں کی گئی ہے اور قرآن مجید کے حوالوں سے جو معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ ہر خاص و عام مومن اور مومنات کے لئے بہت ہی کارآمد اور مفید ہیں۔

نام کتاب: حبیب الفتاویٰ
مؤلف: مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی
صفحات: ۲۹۴، سائز ۲۲×۸/۱۸، خوبصورت ٹائیٹل، عمدہ کاغذ، بہترین کمپوزنگ۔
ملنے کا پتہ:۔ مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڑھ (یو۔پی)

علم الفتاویٰ کی اہمیت وضرورت اور مسلمانوں کی اس کی طرف احتیاج محتاج بیان نہیں ہے۔ قرآن وحدیث اور دین اسلام سے دور کردینے والے بے شمار اسباب کے پائے جانے کے باوجود آج بھی مسلمان علمائے کرام ومفتیان عظام کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور بوقت ضرورت رجوع بھی کرتے ہیں اور ان سے اپنے مسائل حل کراتے ہیں۔
اس سلسلہ میں "حبیب الفتاویٰ" مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی (مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ) کے بیش قیمت فتاویٰ پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے جس میں طہارت، نماز، روزہ زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، قربانی، تجارت، تقسیم میراث اور بدعات ورسومات سے متعلق سیکڑوں فتوؤں کے جوابات مفتی صاحب نے قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے ہیں۔
مولانا حبیب اللہ قاسمی بحیثیت مفتی اور صاحب علم وفضل ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ افتاء سے ان کا فطری لگاؤ اور ذہنی ہم آہنگی وتعلق اس مجموعۂ فتاویٰ سے صاف ظاہر ہے۔ ان فتاویٰ میں جو علمی گہرائی، احکام شریعت سے آگہی اور مطالعہ کی وسعت پائی جاتی ہے خود اصحاب علم اور ارباب افتاء اس کا ادراک کریں گے۔ مستند کتابوں کے حوالے اور نظائر کے ساتھ ہر مسئلہ کا جواب عام فہم اور دلنشین اسلوب میں دیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کتاب اور صاحب کتاب کو قبولیت سے نوازے اور عوام وخواص کو اس سے استفادہ کا موقع عنایت فرمائے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ (بقیہ)

اس کی اصل روح اور جان تھی۔
رب کعبہ ہر مسلمان کو کعبہ مشرفہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب کرکے فریضۂ حج ادا کرنے کی توفیق دے

نوٹ: شائقین حضرات یہ کتاب مبلغ تیس روپے ۳۰/- روانہ کرکے "مکتبہ اسلام ۴/۲/۷، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

دینی اور عصری تعلیم کے میدان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خدمات محتاج تعارف نہیں، اس نے اپنے قیام کے روز اول سے بیش بہا اور گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے دور نظامت میں اس نے ایک عالمی اسلامی مرکز کی حیثیت حاصل کی نیز اس کے کارکنان، اساتذہ اور طلباء اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کیلئے حتی الوسع برابر کوشاں ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہند وبیرون ہند کے طلباء کی ایک بڑی تعداد زیر تعلیم ہے اور ان کی تعداد میں برابر غیر معمولی اضافہ اور قیام گاہوں کی تنگی کے پیش نظر معہد دارالعلوم (جس میں ثانوی درجات کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے) دو سال قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء سے دس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ میں ایک وسیع آراضی حاصل کرکے درسگاہوں (درجات) کی تعمیر کرنے کے بعد منتقل کردیا گیا تھا جس میں ابتدائی درجات کی تعلیم سے ثانوی درجات کی تعلیم تک کا معقول بندوبست ہے۔

لیکن طلباء کیلئے دارالاقامہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی کمی محسوس ہورہی تھی اور جو معہد کی ایک بڑی ضرورت تھی۔

الحمد للہ اس اہم ضرورت کے پیش نظر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے عظیم محسن اور مربی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کا سنگ بنیاد حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اپنے دست مبارک سے مورخہ ۲۷ جولائی ۲۰۰۰ء کو رکھا۔

معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ کی یہ عمارت چالیس ۴۰ کشادہ کمروں پر مشتمل ہوگی جس کے ہر کمرہ میں دس طلباء سہولت کے ساتھ قیام کرسکیں گے اس کے علاوہ چار نگراں حضرات کیلئے قیام کا بھی بندوبست ہوگا۔ اس طرح "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی پوری عمارت میں چار سو ۴۰۰ طلباء اور چار ۴ نگراں حضرات کے لئے رہائش کی سہولت ہوگی۔

بفضلہ تعالیٰ "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی عمارت کی تعمیر بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے، لیکن موجودہ ہوش ربا گرانی میں تعمیری کاموں بھی ہر اگلے دن میٹریل کا دام اور لیبر چارج بڑھتا جارہا ہے اور کام بڑا ہے۔

اہل خیر حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے ان سے امید کی جاتی ہے کہ اس دارالاقامہ کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔ اور اپنے مرحومین کے نام سے کمرے بنوائیں گے یا کسی ایک حصہ کی تکمیل کا بار اٹھاکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ادارہ)

نوٹ:۔ چیک یا ڈرافٹ ناظم ندوۃ العلماء کے نام بنائیں۔

NAZIM NADWATUL ULAMA

منی آرڈر اور مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضرور کریں اور ذیل کے پتہ پر روانہ فرمائیں

ناظم
ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳
ندوہ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

NAZIM
NADWATULULAMA
P. B. NO. 93 - NADWA
LUCKNOW - 226007